قربانی کے فضائل ومسائل کا مجموعہ، بنام

مسائلِ قربان

مؤلف: مفتی محمد عابد اقبال

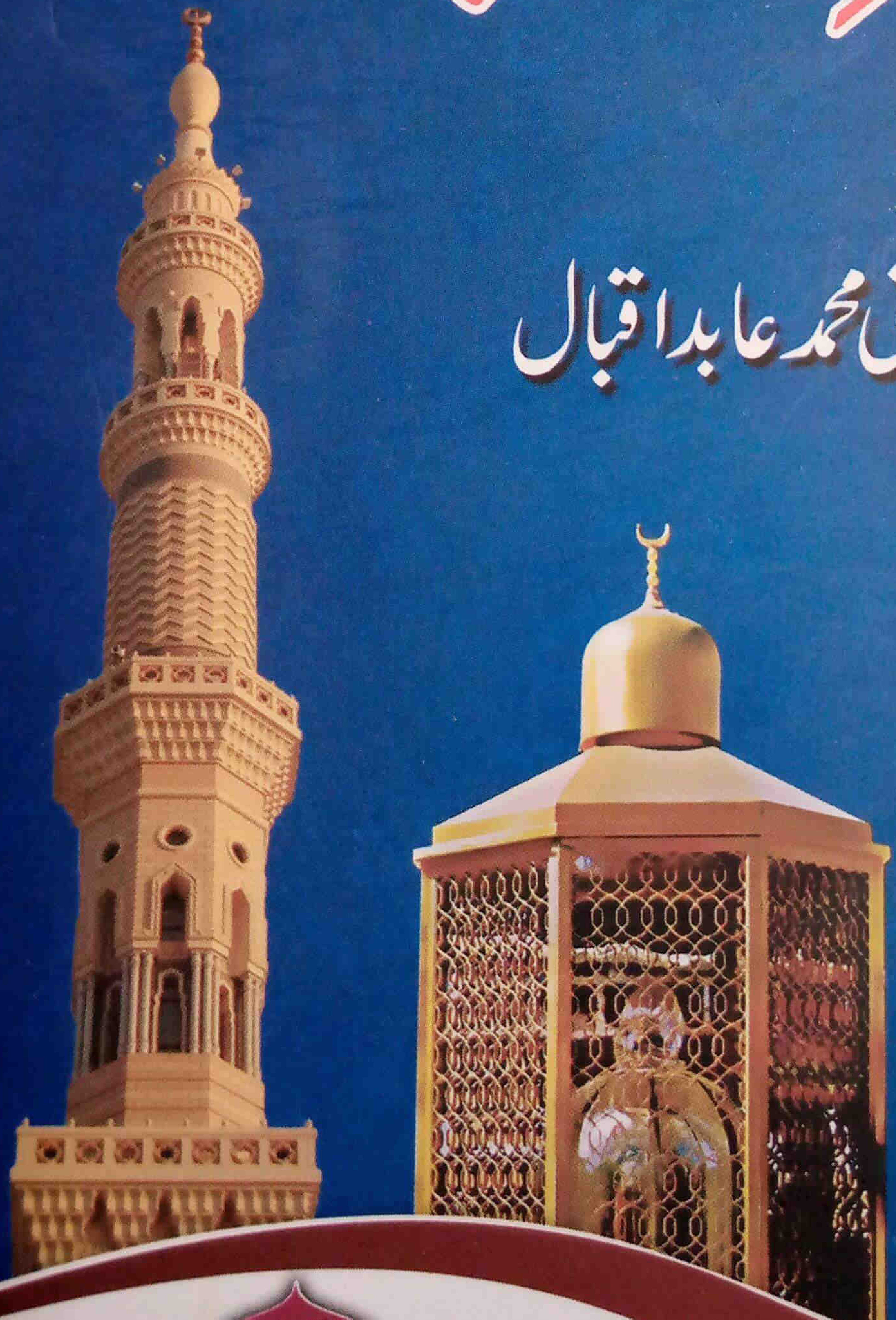

اس کتاب میں آپ پڑھ سکیں گے

- قربانی کی مشروعیت کی حکمت
- بیرون ملک قربانی کروانا
- زندہ جانور کی تول کر خرید وفروخت
- دانت گِھس کر جانور بیچنا
- جرسی جانور کی قربانی
- چوتھے دن قربانی کی شرعی حیثیت
- بدمذہب کا ذبیحہ

الاقبال پبلشر
AL IQBAL PUBPLISHER

قربانی کے فضائل ومسائل کا مجموعہ، بنام

مسائلِ قرباں

مؤلف: مفتی محمد عابد اقبال

ناشر

الاقبال پبلشر

رابطہ 0345-3153455

aliqbalpublisher@gmail.com

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مسائلِ قرباں
مؤلف	:	مفتی محمد عابد اقبال
صفحات	:	96
ہدیہ	:	
اشاعتِ اول	:	جولائی 2019ء

کتاب ملنے کا پتہ

نیو مکتبہ الغنی اینڈ عطر ہاؤس

رابطہ

0314-2261916

0334-3682387

اور تمام اسلامی کتب خانوں سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ناشر

الاقبال پبلشر

رابطہ 0345-3153455

aliqbalpublisher@gmail.com

MuftiAbidIqbal MuftiAbidIqbal@gmail.com

0092 333 7743929

فہرست

صفحہ	مضامین	No
08	قربانی کی فضیلت	01
10	قربانی کا پسِ منظر کیا ہے؟..	02
14	قربانی کی مشروعیت کی کیا حکمت ہے؟...	03
15	قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟.. واجب.. یا.. سنت؟...	04
17	قربانی کی کیا تعریف ہے؟...	05
19	قربانی کی کتنی اقسام ہیں؟...	06
21	قربانی کے دنوں میں رقم صدقہ کرنا افضل ہے یا قربانی کرنا؟..	07
22	شرع کی طرف سے کون کون سے جانور متعین ہیں؟..	08
24	جانوروں کی عمریں	09
25	کس جانور کی قربانی افضل ہے؟..	10
27	قربانی کس پر واجب ہے؟..	11
28	شرعی مسافر کی تعریف	12
29	مالکِ نصاب کون ہے؟..	13
30	حاجتِ اصلیہ (ضروریاتِ زندگی) کی وضاحت	14
31	مرد وعورت کے بالغ ونابالغ کا معیار کیا ہے؟..	15
32	کیا مقروض پر بھی قربانی واجب ہے؟..	16
33	کیا زندہ جانور کی خرید وفروخت، تول کر جائز ہے؟..	17
36	جانور کی خدمت	18

فہرست

صفحہ	مضامین	No
37	بیرون ملک قربانی کروانا کیسا ہے؟..	19
39	سرپرست کا بلا اجازت، کسی کی طرف سے قربانی کرنا کیسا ہے؟...	20
41	عیب والے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟..	21
43	کن عیوبات کی وجہ سے قربانی جائز نہ ہوگی؟..	22
45	کیا قربانی کے جانور کا خصی ہونا عیب نہیں؟..	23
47	اگر جانور کو خارش...یا..جلد کی بیماری ہو تو؟..	24
48	قربانی صحیح ہونے کے سلسلے میں جانور کے دانتوں کا کیا معیار ہے؟..	25
49	دانت گھس کر جانور بیچنا کیسا ہے؟..	26
50	کان کا حکم	27
51	جرسی جانور کی وضاحت اور حکم	28
53	قربانی سے قبل، پیدا ہونے والے عیب	29
54	قربانی کے جانور میں شرکت کے مسائل	30
58	کیا ایک بکری، سارے گھر والوں کی جانب سے کفایت کرے گی؟.	31
60	قربانی کا افضل دن کونسا ہے؟..	32
60	عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا کیسا ہے؟..	33
61	چوتھے دن قربانی کی شرعی حیثیت؟...	34
62	کافر..یا..بدمذہب کا ذبیحہ کیسا ہے؟...	35
63	کیا عورت..یا..بچہ، جانور ذبح کر سکتے ہیں؟...	36

فہرست

No	مضامین	صفحہ
37	رات میں قربانی کرنا کیسا ہے؟..	64
38	اگر قربانی کا جانور بچہ جن دے تو؟..	66
39	قربانی سے پہلے، جانور سے نفع حاصل کرنا کیسا ہے؟...	67
40	جانور کے سامنے چھری تیز کرنا کیسا ہے؟..	67
41	جانور ذبح کرنے کا مسنون طریقہ	69
42	ایک ضروری وضاحت:۔	71
43	اونٹ کی قربانی کا طریقہ	71
44	ذبح سے متعلق چند لائق توجہ امور۔	72
45	حلال جانور کے کون کون سے اعضاء کھانا جائز نہیں؟...	74
46	قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا کیسا ہے؟...	76
47	کافر کو گوشت دینا کیسا ہے؟..	77
48	کیا قربانی کے جانور میں عقیقہ کیا جاسکتا ہے؟..	78
49	بزرگانِ دین، مرحومین امتِ مسلمہ کے ایصالِ ثواب کی نیت سے قربانی کرنا کیسا ہے؟	79
50	بڑے جانور (جیسے گائے اونٹ) کی مشترکہ قربانی میں گوشت، اندازے سے سب کو تقسیم کیا جاسکتا ہے؟..	80
51	یکم تا 10 ذی الحجہ بال و ناخن کاٹنا کیسا ہے؟...	81
52	عید کے دن کلیجی سے کھانے کی ابتداء کرنا کیسا ہے؟..	85
53	عید کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟..	86

فہرست

صفحہ	مضامین	No
87	قربانی کا کھالوں کا کیا حکم ہے؟..	54
88	قربانی کی کھال (یا چربی وغیرہ) بیچنا..یا..بطورِ اجرت قصائی کو دینا کیسا ہے؟..	55
89	قربانی سے متعلق مستحبات	56
91	تکبیر تشریق کے مسائل	57
92	عقیقہ کے احکام	58
92	عقیقہ کی تعریف	59
92	عقیقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟..	60
92	عقیقہ سے متعلق، احادیثِ کریمہ	61
93	عقیقہ کا حقیقی مقصد کیا ہے؟..	62
94	کیا ساتویں دن سے پہلے عقیقہ کیا جاسکتا ہے؟..	63
94	کیا مرحومین کا عقیقہ کیا جاسکتا ہے؟..	64
94	کیا ساتویں دین عقیقہ کرنا ضروری ہے؟..	65
95	کیا لڑکے کے عقیقہ میں 2 بکرے اور لڑکی میں 1 بکری ضروری ہے؟..	66
95	عقیقہ کے جانور کی کیا شرائط ہیں؟..	67
95	اگر استطاعت کے باوجود، عقیقہ نہ کیا تو؟..	68
96	عقیقہ کا جانور کون ذبح کرے؟..	69

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله و كفى و الصلاة و السلام على الرسول المصطفى ﷺ

وعلى آله و صحبه و من اقتفى هديه ثم أمّا بعد

انتساب

اُس مشفق وشفیق، لائقِ تعظیم ہستی کے نام، جو **علیم بذات الصدور** سے مخفی نہیں، جس (ذات) کے سایہ عاطفت آغوشِ رحمت میں بسرِ حیات، بالیقین، عروج و کمال اور تسکینِ قلب کا باعث ہے۔

رب کریم کی بارگاہ میں، متعلق بالارض کی دعاء ہے کہ اس ذاتِ شفیقہ کے فیوض و برکات سے، کامل طور پر اکتسابِ فیض کرنے، ان کی تعلیمات کی روشنی میں، احسن انداز سے دینِ متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اسئل الله ان يسدد خطاى و ان يوفقنى الى الصواب ويلمهنى الحق وهو المعين والهادى على كل حال وعليه اتكالى واعتمادى

محمد عابد اقبال

قربانی کی فضیلت

1 سیدۃ طاہرۃ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک، یومِ نحر (یعنی10 ذوالحجہ) میں قربانی سے بڑھ کر بنی آدم کا کوئی عمل پسند نہیں۔ جانور، روزِ قیامت اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون، زمین پر گرنے سے پہلے ہی، اللہ رب العزت، شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے، لہذا اسے (قربانی کو) خوشدلی سے کرو۔(۱)

اس حدیث کی شرح میں حضرتِ علامہ علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

پھر اس کے لئے سواری بنے گی جس کے ذریعے یہ شخص بآسانی پلِ صراط سے گزرے گا اور اس (جانور) کا ہر عضو، مالک کے ہر عضو کا فدیہ بنے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح۔ جلد3۔ صفحہ574۔ تحت الحدیث1470 مرآۃ المناجیح۔ جلد2 صفحہ375)

2 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اے لوگو! خوش دلی سے قربانی کیا کرو اور ان کے خون پر رضائے الٰہی اور اجر کی امید رکھو اگرچہ وہ زمین پر گر چکا ہو کیونکہ وہ اللہ عزوجل کی حفاظت میں گرتا ہے ۔(۲)

3 ایک اور مقام پر رحمت، دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

جو روپیہ، عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا، اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ کوئی روپیہ محبوب نہیں۔(۳)

---

(۱) (ترمذی شریف۔ جلد4۔ صفحہ83 حدیث نمبر1493) (۲) (معجم الاوسط۔ جلد3 صفحہ84۔ حدیث نمبر8319)

(۳) (معجم الکبیر للطبرانی۔ جلد11۔ صفحہ17۔ حدیث10894)

﴿4﴾ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک بار صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ،عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے لئے ان میں کیا ثواب ہے؟ ... تو رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے،صحابہ نے پھر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اون کا کیا حکم ہے؟ ... تو ارشاد ہوا کہ

اون کے ہر بال کے بدلے میں بھی ایک نیکی ہے۔(۱)

﴿5﴾ حضرتِ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

جنابِ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہوکر قربانی کی،تو وہ اس کے لئے جہنم سے حجاب (یعنی بچاؤ کے سلسلے میں رکاوٹ) ہو جائے گی۔(۲)

﴿6﴾ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) آپ کھڑی ہوں اور اپنی قربانی کے پاس آئیں،سنو،بیشک قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی آپ کے ہر سابقہ گناہ کی مغفرت کردی جائے گی،سنو! قربانی کا جانور قیامت کے دن،اپنے خون اور گوشت کے ساتھ لایا جائے گا،اوراس کے 70 درجے بڑھا کر،آپ کے میزان میں وزن

---

(۱) سنن ابن ماجہ۔جلد2۔صفحہ1045۔حدیث نمبر 3127 (۲) معجم الکبیر للطبرانی۔جلد3۔صفحہ84۔حدیث2736

کے ساتھ لایا جائے گا، اوراس کے 70 درجے بڑھا کر، آپ کے میزان میں وزن کیا جائے گا۔ (یہ سن کر) حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ، کیا یہ اجر، فقط، آلِ محمد ﷺ کے ساتھ خاص ہے ؟... تو رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ یہ اجر، آلِ محمد ﷺ اور دیگر لوگوں کے لئے (بھی) ہے۔(۱)

احادیثِ مذکورہ کی معرفت سے واضح ہوا کہ قربانی، ایک ایسی عبادت ہے جو گناہوں کی مغفرت، بلندی درجات اور جہنم سے رکاوٹ کا بہترین ذریعہ ہے، لہذا ایامِ قرباں میں، ضرور بالضرور اس کا اہتمام کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

قربانی کا پسِ منظر کیا ہے ؟....

ایک بار صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ علیک السلام یہ قربانیاں کیا ہیں؟... تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمہارے والد، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔(۲)

حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ قربانی حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، اور آج یہ امتِ مسلمہ، اسی سنتِ کریمہ پر عمل کرتے ہوئے ادائیگی قربانی کرتی

---

(۱) (کنز العمال۔ جلد5۔ صفحہ221۔ حدیث نمبر12671)

(۲) قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ (سنن ابن ماجہ۔ حدیث نمبر3127۔ جلد2 صفحہ1045)

ہے، تاہم اس قربانی کی اصل کے حوالے سے قرآنِ عظیم میں کچھ اس طرح اس کا پسِ منظر بیان کیا گیا ہے کہ

(حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور عرض کی کہ) اے میرے رب، تو مجھے نیک بیٹا عطا فرما،

تو ہم نے ان کو ایک بردبار (سمجھدار) لڑکے کی بشارت عطا فرمائی، جب وہ لڑکا ان کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچا (تو) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا

اے میرے بیٹے، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں اب تم سوچ کر بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟..

اس بیٹے نے کہا ابا جان، آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے، آپ انشاء اللہ العزیز! مجھے عنقریب صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

جب دونوں نے (اپنے رب کے حکم پر) سرِ تسلیم خم کیا اور ابراہیم نے بیٹے کو پیشانی کے بل (الٹا) لٹایا (تو اسوقت کی کیفیات کا حال نہ پوچھو) اور ہم نے ابراہیم کو ندا کی کہ

اے ابراہیم! بیشک آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا اور بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں بیشک یہ ضرور واضح آزمائش ہے اور ہم نے اس (کے بیٹے) کے بدلہ میں ایک بہت بڑا ذبیحہ دے دیا اور ہم نے بعد میں آنے والوں کے لیے ان کا ذکر باقی رکھا۔

ابراہیم پر سلام ہو، ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے کامل ایمان دار بندوں میں سے ہیں۔ (الصفت 100-111)

مزید یہ بھی یادرہے کہ قربانی کا تصور،کوئی نئی بات نہیں، یہ کوئی نئی ایجادنہیں، بلکہ روئے زمین پراس کا آغازاسی وقت ہوگیا تھا کہ

جب حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اس دنیامیں تشریف لائے اور دنیا آباد ہوئی تھی۔

اس وقت سب سے پہلے قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل نے دی تھی۔ چنانچہ اس کا پسِ منظر کچھ اس طرح ہے کہ

ابتدائے دنیا، حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک حمل کے لڑکے کا نکاح، دوسرے حمل کی لڑکی سے کیا جاتا تھا۔ اس دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح ''لیوذا" سے کرنا چاہا، جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔

مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا بلکہ وہ، اپنے ساتھ پیدا ہونے والی، اقلیما (جو بہت زیادہ خوبصورت تھی) سے نکاح کا طلبگار رہا، چنانچہ

حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو سمجھایا کہ تمہارا نکاح اقلیما سے نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ وہ تیری بہن ہے۔ لیکن قابیل اپنی ضد پر بضد رہا۔

بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانیاں خداوند قدوس عزوجل کے دربار میں پیش کرو۔ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی اقلیما کا حق دار ہوگا۔

اس زمانے میں آسمان سے غیبی آگ کا آنا اور جلانا قبولیت کی علامت تھی، جبکہ نہ جلانا، نامقبول ومردود ہونے کی علامت تھی۔۔ چنانچہ

قابیل نے گیہوں کی کچھ بالیں جبکہ ہابیل نے ایک بکری بطورِقربانی پیش کی۔آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا لیکن قابیل کے گیہوں کو چھوڑ دیا۔(۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قربانی کا سلسلہ، روئے زمین کی ابتداء سے ہے،اس کی تاریخ، اتنی ہی قدیم ہے، جتنی انسانی تاریخ، جیسا کہ ماقبل کلام سے ثابت ہوا کہ روئے زمین پر سب سے پہلے قربانی حضرتِ آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے دی تھی، تاہم

آج یہ امت مسلمہ، ہر سال بطورِ خاص جن جانوروں کی قربانی کرتی ہے، یہ حضرتِ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی یادگار ہے۔

نیز اس مقام پر اگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ، امم سابقہ میں قربانی کی مقبولیت کی علامت، غیبی آگ کا آنا، اور اس چیز کو جلا دینا تھا، اسی طرح زمانۂ قدیم میں کفار سے جہاد کے ذریعے جو مال غنیمت خاص ہوتا، تو اس کو بھی آسمان سے آگ نازل ہو کر کھا جاتی تھی (۲)

لیکن الحمدللہ اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی انعام واکرام ہوا کہ قربانی کا گوشت اور مال غنیمت ان کے لیے حلال کر دیے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) ملخص از جامع البیان۔جلد6۔صفحہ256,257

(۲) مرآۃ المناجیح،صفحہ925

قربانی کی مشروعیت کی کیا حکمت ہے؟...

قربانی کی بے شمار حکمتیں ہیں تاہم چند بنیادی حکمتیں درج ذیل ہیں۔

﴿1﴾ قربانی، اللہ رب العزت کے تقرّب، اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کے سلسلے میں ایک بہترین معاون و مددگار ذریعہ ہے۔

﴿2﴾ جس طرح دیگر عبادات، اللہ رب العزت کے لئے ہے، اسی طرح، قربانی بھی عبادت ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

﴿3﴾ زندگی جیسی عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

﴿4﴾ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا بے مثال نمونہ پیش کرنے والے نبی، حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اس عظیم و بے مثال قربانی کے جذبے سے پیش کردہ سنتِ عظیمہ کا احیاء ہے۔

﴿5﴾ مومنوں کے لئے، حضراتِ انبیاء علیہم السلام (حضرتِ ابراہم واسماعیل علیہما السلام) کے صبر کو یاد رکھنے کی ترغیب ہے۔

﴿6﴾ حضرتِ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی عظیم و بے مثال قربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے، اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضور، قربان کردینے کا جذبہ پیدا کرنا۔

﴿7﴾ اولاد کی محبت پر، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و محبت کو ترجیح دیتے ہوئے قربانی کا ذہن رکھنا۔

﴿8﴾ قربانی، عید کے دن اہل وعیال وغیرہ پر کشادگی کا سبب ہے۔

﴿9﴾ قربانی کے نتیجے میں اس کے گوشت اور کھال کے ذریعہ فقراء اور مساکین کے

درمیان فرحت وشادمانی کو عام کرنا ہے۔

﴿10﴾ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اظہارِ تشکر ہے کہ اس پاک ذات نے ہماری زندگی کی آسائش، راحت وفرحت کے سلسلے میں، ان جانوروں کو ہمارے لئے حلال، پاک وطیب قرار فرمایا، ہمارے تابع بنایا، ان کا حصول، ہمارے لئے بیحد آسان فرمایا۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

قربانی کی شرعی حیثیت کیا ھے؟.. واجب .. یا.. سنت؟...

قربانی کے دنوں میں جو بھی مسلمان، عاقل بالغ، مقیم (یعنی جو مسافر نہ ہو) مرد وعورت، صاحبِ استطاعت ہو، اس پر قربانی واجب ہے۔

یاد رہے کہ قربانی، شعائرِ اسلام میں سے ایک شعار ہے، اور اس کی مشروعیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے، چنانچہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ "یعنی آپ نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔(۲)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے انحر فرمایا ہے اور یہ صیغہِ امر ہے اور قاعدہ ہے کہ جب بھی امر مطلق (بغیر کسی قید کے) ذکر کیا جائے، تو اس سے وجوب ہی مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ

---

(۱) أَمَّا حِكْمَةُ مَشْرُوعِيَّتِهَا، فَهِيَ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى نِعْمَةِ الْحَيَاةِ، وَإِحْيَاءُ سُنَّةِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ........الیٰ آخره (موسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، جلد 5 صفحہ 75)

(۲) (سورۃ الکوثر)

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ قربانی واجب ہے۔ اسی طرح احادیثِ کریمہ سے بھی قربانی، بالتواتر ثابت ہے، چنانچہ

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

جنابِ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں 10 برس قیام فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال قربانی فرمایا کرتے تھے۔(۱)

اسی طرح حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

جنابِ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے 2 سیاہ وسفید مینڈھوں کی گردنوں پر اپنا پیر اقدس رکھ کر (بوقتِ ذبح) اللہ اکبر کہ کر انہیں، اپنے دستِ اقدس سے ذبح فرمایا۔(۲)

بلکہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، قربانی نہ کرنے والوں کے لئے وعید بھی بیان فرمائی ہے، چنانچہ

حضرتِ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو، پھر بھی (قربانی) نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔(۳)

---

(۱) عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي كُلَّ سَنَةٍ (سنن ترمذی۔ جلد 4۔ صفحہ 92۔ حدیث نمبر 1507)

(۲) عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا، يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ (صحیح بخاری۔ جلد 7۔ صفحہ 101۔ حدیث نمبر 5558)

(۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا (سنن ابن ماجہ۔ جلد 2۔ صفحہ 1044۔ حدیث نمبر 3123)

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان (اَنۡحَرۡ صیغہ امر) نبی کریم ﷺ کا فعلِ قربانی پر دوام واستمرار، اسی طرح قربانی نہ کرنے والوں پر نبی کریم ﷺ کی جانب سے سخت ناراضگی کا اظہار، قربانی کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں، لہذا قربانی واجب ہے۔

☆☆☆☆☆

قربانی کی کیا تعریف ہے؟ ...

لغت کے اعتبار سے لفظِ قربانی "قرب" سے لیا گیا ہے جس کا مطلب کسی شے کے نزدیک ہونا ہے۔ اور اسی لفظ (قرب) سے مبالغہ کا صیغہ **قربان** بھی ہے، جس کا معنیٰ ومفہوم، ہر وہ چیز ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اب چاہے قربِ الٰہی کا حصول، جانور ذبح کرنے کی صورت میں ہو.. یا.. صدقات وخیرات کی ادائیگی کے ذریعے۔ (۱) بہر حال!

از روئے لغت، ایسے ذرائع (چیزیں) جو قربِ الٰہی کے حصول کے سلسلے میں سبب بنے، انہیں قربانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جبکہ

اصطلاح میں قربانی سے مراد،

مخصوص وقت ﴿یعنی 10,11,12 ذوالحجہ﴾ میں مخصوص جانوروں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی نیت کے ساتھ ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔ (۲)

---

(۱) اَلْقُرْبَانُ مَا يَتَقَرَّبُ بِهِ الْعَبْدُ إِلَى رَبِّهِ، سَوَاءٌ أَكَانَ مِنَ الذَّبَائِحِ أَمْ مِنْ غَيْرِهَا (موسوعۃ الفقہیۃ۔ جلد5 صفحہ 74)

(۲) ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَخْصُوْصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِيْ وَقْتٍ مَخْصُوْصٍ (درمختار۔ جلد6۔ صفحہ 312)

☆ اَلْأُضْحِيَّةُ وَهِيَ فِيْ الشَّرْعِ لِحَيَوَانٍ مَخْصُوْصٍ بِسِنٍّ مَخْصُوْصٍ يُذْبَحُ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِيْ يَوْمٍ مَخْصُوْصٍ عِنْدَ وَجُوْدِ شَرَائِطِهَا وَ سَبَبِهَا (فتاویٰ ہندیۃ۔ جلد5۔ صفحہ 291)

اس ساری گفتگو کا نتیجہ ولب لباب، امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں،

قربانی (لغۃ) ہر اس چیز کا نام ہے، جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے۔ جبکہ اب (اصطلاحاً)، جانور ذبح کرنے کے طور پر متعارف ہے۔(۱)

ذکر کردہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ چونکہ شریعتِ اسلامیۃ میں مخصوص ایام میں مخصوص جانور کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ذبح کرنے کا نام قربانی ہے، لہذا

﴿1﴾ جو جانور اللہ تعالیٰ کے تقرب کے حصول کے لئے نہ ہوں مثلاً: وہ جانور جو بیچنے یا دعوت وغیرہ کے سلسلے میں کھانے.. یا.. مہمان نوازی کے لئے ذبح کیے جاتے ہیں، انہیں قربانی نہیں کہیں گے، اگرچہ انہیں قربانی کے دنوں میں ہی کیوں نہ ذبح کیا جائے۔

﴿2﴾ اسی طرح ان مخصوص دنوں ﴿یعنی 10,11,12 ذوالحجۃ﴾ کے علاوہ دنوں میں جو جانور ذبح کیا جائے، اگرچہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ذبح کیا، تو وہ بھی قربانی میں شمار نہیں ہوں گے۔

﴿3﴾ اسی طرح بچے کے عقیقہ کے طور پر ذبح کیا جانے والے جانور پر بھی قربانی کا اطلاق نہ ہوگا۔

﴿4﴾ اسی طرح حج تمتع.. یا.. حج قِران میں ھدی کے طور پر ذبح کیے جانے والے جانور پر بھی قربانی کا اطلاق نہ ہوگا۔

---

(۱) القُرْبَانُ ما يُتَقَرَّبُ به إلى الله، وصار في التّعارف اسما للنّسيكة التي هي الذّبيحة

(المفردات فی غریب القرآن۔ جلد 1۔ صفحہ 664)

﴿5﴾ اسی طرح جب حج کے واجبات میں کمی وکوتاہی..یا.. ممنوعہ افعال کے ارتکاب کے سبب، جو جانور بطورِ کفارہ ذبح کیا جاتا ہے وہ بھی قربانی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔

﴿6﴾ اسی طرح جو جانور محض حرم اور اس کے غریبوں پر صدقہ کے لئے ذبح کیا جاتا ہے وہ بھی قربانی کے مفہوم میں شامل نہیں ہے۔(۱)

☆☆☆☆☆

قربانی کی کتنی اقسام ہیں؟...

احناف کے نزدیک قربانی کی 2 اقسام ہیں

واجب **نفل**

واجب واجب قربانی کی چند ضروری درج ذیل صورتیں، مثلاً

﴿1﴾ جب کوئی قربانی کی منت، نذر مانے، تو اب قربانی واجب ہے۔ مثلا! کوئی کہے کہ اللہ کے لئے مجھ پر قربانی لازم ہے، تو اب قربانی کرنا واجب ہے، چاہے نذر ماننے والا امیر ہو یا غریب، بہر حال اس پر قربانی واجب ہے۔(۲)

---

(۱) فَلَيْسَ، مِنَ الْأُضْحِيَّةِ مَا يُذَكَّى لِغَيْرِ التَّقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى، كَالذَّبَائِحِ الَّتِى تُذْبَحُ لِلْبَيْعِ أَوِ الْأَكْلِ أَوْ إِكْرَامِ الضَّيْفِ، وَلَيْسَ مِنْهَا مَا يُذَكَّى فِى غَيْرِ هَذِهِ الْأَيَّامِ، وَلَوْ لِلتَّقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى، وَكَذٰلِكَ مَا يُذَكَّى بِنِيَّةِ الْعَقِيقَةِ عَنِ الْمَوْلُودِ، أَوْ جَزَاءِ التَّمَتُّعِ أَوِ الْقِرَانِ فِى النُّسُكِ، أَوْ جَزَاءِ تَرْكِ وَاجِبٍ أَوْ فِعْلِ مَحْظُورٍ فِى النُّسُكِ، أَوْ يُذَكَّى بِنِيَّةِ الْهَدْىِ (موسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ۔جلد 5۔صفحہ 74)

(۲) الأضحية عند الحنفية نوعان واجبة وتطوع أما الواجبة :فهي أولاً۔ المنذورة كأن يقول المرء لله علي أن أضحي شاة، أو بدنة (ناقة) أو هذه الشاة، أو هذه البدنة، أو جعلت هذه الشاة ضحية أو أضحية، سواء أكان القائل غنياً أم فقيراً. (فقہ الاسلامی وادلتہ۔جلد 4۔صفحہ 2706)

(2) اگر کوئی شرعی فقیر،(۱) قربانی کی نیت سے جانور خریدے، تو اب اس پر اسی جانور کی قربانی واجب ہو جائے گی، کیونکہ شرع نے اس پر قربانی واجب نہ فرمائی، لیکن اس کا قربانی کے لئے جانور خریدنا (قربانی) واجب کرنے کے قائم مقام ہے، عرفاً یہ قربانی کی نذر ہے، لہذا اس پر بھی قربانی واجب ہوگی،(۲)

(3) **قربانی کے ایام میں صاحبِ استطاعت پر (بالشرائط) قربانی واجب ہے۔**(۳)

☆☆☆☆☆

نفل قربانی

جب کسی شخص میں قربانی کے واجب ہونے کی کوئی شرائط نہ پائی جائیں، تو اب قربانی نفل میں شمار ہوگی۔ **جیسے مسافر کی قربانی** (کیونکہ مسافر پر قربانی واجب نہیں، لہذا اگر کی، تو یہ نفل میں شمار ہوگی) اسی طرح ایسا فقیر کہ جس نے نہ ہی قربانی کی منت مانی، نہ ہی قربانی کی نیت سے جانور خریدا، تو اب ان کی قربانی بھی تطوع (نفل) میں شمار ہوگی۔ کیونکہ وجوب کا سبب اور شرط نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) (جس کے پاس، ضروریاتِ زندگی کے علاوہ کسی بھی طرح کا ایسا کوئی بھی اضافی سامان وغیرہ نہ ہو، کہ جس کی مالیت (تنہا...یا...ملانے کی صورت میں) ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر پہنچ جائے۔

(۲) المشتراة للأضحية إذا كان المشترى فقيراً فإن اشترى فقير شاة بنية الأضحية، صارت واجبة؛ لأن الشراء للأضحية ممن لا أضحية عليه، يجرى مجرى الإيجاب، وهو النذر بالتضحية عرفاً.

(فقہ الاسلامی وادلتہ۔ جلد 4۔ صفحہ 2706)

(۳) وثالثاً۔ المطلوبة من الغنى دون الفقير فى كل عيد، (فقہ الاسلامی وادلتہ۔ جلد 4۔ صفحہ 2706)

(۴) وأما التطوع :فأضحية المسافر، والفقير الذى لم يوجد منه النذر بالتضحية، ولا الشراء للأضحية، لانعدام سبب الوجوب وشرطه (فقہ الاسلامی وادلتہ۔ جلد 4۔ صفحہ 2706)

قربانی کے دنوں میں رقم صدقہ کرنا افضل ہے یا قربانی کرنا؟..

سیدۃ طاہرۃ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس (قربانی کے) دن میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک (قربانی کے جانور کا) خون بہانے سے بڑھ کر بنی آدم کا کوئی عمل پسندیدہ نہیں ہے۔(۱)

مزید رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

جو روپیہ، عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا، اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ کوئی روپیہ محبوب نہیں۔(۲)

ذکرکردہ دونوں احادیثِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ قربانی کے ایام میں رقم صدقہ کرنے سے بھی افضل، قربانی کرنا ہے، لہذا

مالکِ نصاب افراد، لازمی قربانی کریں، کیونکہ ازروئے شرع ان ایام میں قربانی، یعنی خون بہانا متعین ہے، لہذا اس عمل کو چھوڑ کر جانور کی قیمت صدقہ کردینا کافی نہ ہوگا، بلکہ ان ایام میں صاحبِ ثروت افراد کا صدقہ کرنے میں شعائرِ اسلام میں سے ایک بہت بڑے شعار کا ترک لازم آئے گا۔ چنانچہ مالکِ نصاب، ان ایام میں قربانی ہی کرے۔

---

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ . (ترمذی۔جلد3۔صفحہ135۔حدیث1493)

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم :مَا أُنْفِقَتِ الْوَرِقُ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ نَحِيرَةٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ. (سنن دارقطنی۔جلد5۔صفحہ508۔حدیث نمبر 4752)

نیز اگر غور کریں تو عقلاً بھی یہی بات سمجھ آتی ہے کہ صدقہ دینے کے سلسلے میں کوئی دن متعین نہیں ہے، انسان جب چاہے صدقہ دے سکتا ہے، لیکن قربانی کے لئے چونکہ شرع نے خاص دن مقرر فرمایا ہے، اور اسی مناسبت سے اسے یوم النحر، عید الاضحیٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے، لہذا اس دن قربانی ہی کی جائے، ہاں اگر صاحبِ ثروت حضرات، قربانی کی ساتھ ساتھ، صدقات کا بھی اہتمام کریں، تو یہ نور علیٰ نور ہے۔

☆☆☆☆☆

شرع کی طرف سے کون کون سے جانور متعین ہیں؟..

علماء اسلام کی تصریحات کے مطابق قربانی کے جانور، چار اقسام پر مشتمل ہیں

1 دنبہ

2 بکرا،

3 اونٹ

4 گائے

ذکر کردہ جانوروں میں ان کی انواع بھی داخل ہیں۔ چنانچہ! نر، مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک ہی حکم ہے، چونکہ ان کی انواع بھی اس میں داخل ہیں، لہذا گائے کی نوع میں بھینس بھی داخل ہوئی، نتیجتاً بھینس کی قربانی بھی جائز ثابت ہوئی۔ علیٰ ھذ القیاس (۱)

---

(۱) اَلْاُضْحِیَّةُ تَجُوْزُ مِنْ اَرْبَعٍ مِنَ الْحَیَوَانِ اَلضَّانِ وَالْمَعْزِ وَالْبَقَرِ، وَالْاِبِلِ ذُکُوْرُھَا وَاِنَاثُھَا وَکَذٰلِکَ الْجَامُوْسُ لِاَنَّه نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ الْاَھْلِیِ (فتاویٰ قاضی خان جلد 3۔ صفحہ 234)

اسی بات کو ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین سے (ان) مویشیوں (پالتو جانوروں) کے علاوہ دیگر جانوروں کی قربانی ثابت نہیں ہے، چنانچہ

علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ مویشیوں کے علاوہ (کسی بھی دوسرے جانور کی) قربانی جائز نہیں ہے، اور ....

جن جانوروں کی قربانی جائز ہے وہ درج ذیل ہیں۔

اونٹ،

گائے (اور بھینس بھی اسی میں شامل ہے)،

بکری اپنی تمام اقسام کے ساتھ (یعنی دنبہ، بھیڑ وغیرہ)،

تمام اقسام کے مذکر و مؤنث، خصی و نر (بھی اس میں شامل ہیں)

اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ چونکہ قربانی کے جانور، شرع کی جانب سے مخصوص و متعین ہیں، لہذا ان کے علاوہ کسی دوسرے جانور کی قربانی سے وجوب ادا نہ ہوگا، مثلا! کسی نے ان ایام میں قربانی کی نیت سے وحشی گائے ذبح کی (یا دیگر جانور، جیسے ہرن، مرغی، خرگوش وغیرہ ذبح کیا)، تو قربانی ادا نہ ہوگی۔ (۱)

☆☆☆☆☆

---

(۱) اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ الْاُضْحِیَّةَ لَاتَصِحُّ اِلَّا مِنْ نَعَمٍ اِبِلٍ وَبَقَرٍ (وَمِنْهَا الْجَامُوْسُ) وَغَنَمٌ (وَمِنْهَا الْمَعْزُ) بِسَآئِرِ اَنْوَاعِهَا، فَیَشْمُلُ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی وَالْخَصِیَّ وَالْفَحْلَ فَلَایُجْزِءُ غَیْرُ النَّعَمِ مِنْ بَقَرِ الْوَحْشِیِّ وَغَیْرِهٖ،

(الفقہ الاسلامی وادلتہ۔ جلد 4۔ صفحہ 2719)

☆ وَلَایَجُوْزُ الْبَقَرُ الْوَحْشِی (فتاویٰ قاضی خان جلد 3۔ صفحہ 234)

جانوروں کی عمریں

1 **اونٹ** کم ازکم 5 سال

2 **گائے، بھینس** کم ازکم 2 سال

3 **بکری، دنبہ یا مینڈھا** کم ازکم 1 سال۔

زیادہ عمر ہوتو بہتر ہے، ورنہ اس (ذکر کردہ عمر) سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔(۱) البتہ

اگر دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ، اتنا موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا نظر آئے، تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ جیسا کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بھیڑ کے 6 ماہ کے بچہ کی قربانی اچھی ہے۔(۲)

شارحینِ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ

بظاہر اس (بھیڑ یا دنبے کے 6 ماہ کے بچے) کی قربانی جائز نہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اس حدیثِ کریمہ کی بناء پر تمام علماء بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق ہے کہ 6 ماہ

---

(۱) لَوْ ضَحَّى بِأَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا لا يَجُوزُ، وَلَوْ ضَحَّى بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا يَجُوزُ وَيَكُونُ أَفْضَلَ (فتاویٰ ھندیہ۔ جلد 5۔ صفحہ 297)

☆ صح ابن خمس من الابل وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز (درمختار۔ جلد 1۔ صفحہ 646)

(۲) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ نِعْمَتِ الْأُضْحِيَّةُ الْجذع من الضَّأْن (مشکاۃ المصابیح۔ جلد 1۔ صفحہ 461۔ حدیث نمبر 1468)

کا دنبہ.. یا.. بھیڑ کی قربانی جائز ہے۔(لمعات)

تاہم یہ ضرور یاد رے کہ یہ اجازت، صرف دنبے کے ساتھ خاص ہے، نہ کہ بکرا بکری کے لئے۔ لہذا اگرچہ، 6 ماہ کا بکرہ، بکری، دِکھنے میں سال بھر کا نظر آئے، تو اس کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

☆☆☆☆☆

کس جانور کی قربانی افضل ہے؟..

خوبصورت، فربہ، صحت مند، بڑے جانور کی قربانی افضل ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل وہ قربانی ہے جو سب سے زیادہ قیمتی اور سب سے زیادہ عمدہ ہو۔(۱)

چنانچہ! جو شخص بھی، اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین جانور قربان کرنے کی استطاعت رکھے، تو وہ ضرور اس پر عمل کرے، نہ یہ کہ قربانی کا وجوب، سر سے اتارنے کی نیت سے سستا ترین جانور ذبح کیا جائے۔ چہ جائیکہ (خوب فربہ وصحت مند جانور کے مقابل) دیگر جانوروں کی قربانی بھی (بالشرائط) ہوجائے گی، لیکن بہر حال!

افضل یہی ہے کہ بہترین جانور ذبح کیا جائے۔ البتہ! اتنا ضرور ہے کہ جب انسان، بہترین جانور ذبح کرنے کا قصد کرے، تو ایسے موقع پر اپنی قلب پر وارد ہونے والی کیفیات کا ضرور جائزہ لیتا رہے،، کہیں ایسا تو نہیں کہ............

---

(۱) ان احب الضحایا الی اللہ اغلاھا و اسمنھا (السنن الکبریٰ للبیہقی۔جلد 9۔صفحہ 457)

خوبصورت وبیش قیمت جانور، فقط لوگوں کودکھانے کی غرض سے لیا جارہاہے؟....
لوگوں کی واہ واہ سمیٹنے کے لئے تو نہیں لیا جارہا؟... کہیں ریا کاری تو مقصود نہیں؟ ...وغیرہ

اگر اس قسم کی کوئی قبیح نیت ہے، تو ضرور اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے کیونکہ یہ نہ صرف فعلِ حرام، بلکہ قربانی کے ثواب کے ضیاع کا بھی سبب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اے ایمان والوں اپنے صدقات کواحسان جتا کر، اذیت پہنچا کر اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو لوگوں کودکھانے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔ (سورۃ البقرۃ۔آیت264)

چنانچہ! ایسے موقع پر ہر شخص اپنا محاسبہ کرتے ہوئے، خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے پیشِ نظر قربانی کرے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر انسان، خوبصورت، خوب فربہ، صحت مند وبیش قیمت جانور کی قربانی پر قادر ہو، تو ضرور (غرور وتفاخر سے صرفِ نظر، اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھتے ہوئے) اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرے کہ ایسے جانور کی قربانی کرنے میں، نہ صرف فضیلت وارد ہے، بلکہ یہ عمل، درجات کی بلندی کا بھی ذریعہ ثابت ہوگا۔

☆☆☆☆☆

قربانی کس پر واجب ہے ؟؟

اس حوالے سے اصول یاد رکھا جائے کہ قربانی ہر صاحبِ نصاب مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم (یعنی جو مسافر نہ ہو) مرد وعورت پر واجب ہے۔ (بشرطیکہ ذکر کردہ شرائط، ایامِ قرباں میں پائی جائیں) (۱) اس اصولِ شرع کی روشنی میں

(1) **مالکِ نصاب** کی قید سے غرباء خارج ہوگئے، لہٰذا معلوم ہوا کہ فقیر پر اصلاً قربانی واجب نہیں۔ (۲)

(2) **مسلمان** کی قید سے تمام کفار خارج ہوگئے، لہذا غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔ کیونکہ قربانی، ایک عبادت ہے اور کافر، عبادت کا اہل نہیں۔ البتہ اگر کوئی کافر، (قربانی کے) آخری وقت میں اسلام لے آئے، تو اب چونکہ اس نے اس (قربانی کے) وقت کو بحالتِ اسلام پایا ہے، لہذا اس پر بھی بالشرائط قربانی واجب ہوگی۔ (۳)

(3) **عاقل** (عقل وشعور) کی قید سے پاگل ومجنون خارج ہوئے، لہذا (اصح قول کے مطابق) پاگل ومجنون کی ملکیت میں اگرچہ مالِ کثیر ہو، اس پر قربانی واجب نہیں۔

(4) **بالغ** کی قید سے، نابالغ،، بچے خارج ہوگئے، لہذا (صحیح ترین قول کے مطابق) اگرچہ کسی نابالغ کی ملکیت میں مال ہو، تو بھی اس پر قربانی واجب نہیں۔

(5) **مرد وعورت** کی قید سے معلوم ہوا کہ صرف مردوں پر ہی نہیں، بلکہ....

---

(۱) (مجمع الانھر۔جلد2۔صفحہ516)

(۲) البتہ! اگر کوئی شرعی فقیر، منت مان لے.. یا.. قربانی کی نیت سے جانور خرید لے تو اب اس پر قربانی واجب ہے۔ (فقہ الاسلامی وادلتہ۔جلد۔4۔صفحہ2706)

(۳) فلا تجب علی الکافر لأنها قربة والکافر لیس من أهل القرب، ولا یشترط وجود الإسلام فی جمیع الوقت من أوله إلی آخره؛ حتی لو کان کافرا فی أول الوقت ثم أسلم فی آخره تجب علیه (بدائع الصنائع۔جلد5۔صفحہ63)

عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے۔(۱)

﴿5﴾ مقیم کی قید سے مسافر بھی خارج ہوئے، یعنی (شرعی) مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح منقول ہے کہ حضرتِ صدیقِ اکبر و علی رضی اللہ عنہما حالت سفر میں قربانی نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسافر پر جمعہ و قربانی نہیں ہے(۲) البتہ! اگر مسافر قربانی کرے، تو اسے قربانی کرنے کا ثواب ان شاء اللہ ضرور حاصل ہوگا۔(۳)

شرعی مسافر کی تعریف

اجمالاً یاد رہے کہ شرعی اعتبار سے مسافر وہ شخص ہے جو کم از کم 92 کلومیٹر مسافت کے ارادے سے شہر، اس کی حدود و مضافات سے باہر نکل جائے، اور جس بھی شہر(۴) میں پہنچے، وہاں 15 دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو۔(۵) ایسا شخص جب تک اپنے شہر کی حدود میں داخل نہ ہو جائے، تب تک مسافر کے احکام لاگو ہوں گے۔(۶)

---

(۱) فتجب علی الانثیٰ (درمختار۔جلد6۔صفحہ 312)

(۲) أما المسافر :فقال الحنفية : ليس عليه أضحية؛ لأن أبا بكر وعمر كانا لايضحيان إذا كانا مسافرين .وقال علي :ليس على المسافر جمعة ولا أضحية (فقہ الاسلامی وادلتہ۔جلد4۔صفحہ2711)

(۳) فَالْمُسَافِرُ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ وَإِنْ تَطَوَّعَ بِهَا أَجْزَأَتْهُ عَنْهَا (درمختار۔جلد6۔صفحہ 312)

(۴) بشرطیکہ وہ شہر اس کا وطن اصلی نہ ہو، وطن اصلی 3 ہیں {1} جہاں پیدا ہوا، ماں باپ، یا آبائی گھر اب بھی موجود ہو۔ {2} جہاں اس نے شادی کی، اگرچہ خود اس شہر میں نہ رہے، البتہ بیوی رہائش پذیر ہو، یا مر چکی ہو تو اس کا مکان یا جائیداد، اب بھی موجود ہو۔ {3} جہاں مستقل رہائش اختیار کی ہو، یعنی یہاں سے ہجرت کر کے کسی اور جگہ جانے کا ارادہ نہ ہو۔

(۵) بشرطیکہ نیت میں کسی کے تابع نہ ہوں، جیسے: بیوی، اکثر شوہر کے تابع ہوتی ہے، اسی طرح نوکر، مالک کے تابع ہوتا ہے۔

نوٹ: اس مسئلے کی مزید وضاحت کے سلسلے میں، بہارِ شریعت حصہ 4 کا مطالعہ بیحد نفع بخش ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ الجلیل

(۶) (فتاویٰ رضویہ۔جلد8۔صفحہ271)

مالکِ نصاب کون ہے؟

شرعاً مالکِ نصاب اسے کہتے ہیں کہ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ(52.5) چاندی ہو..یا..

اتنی ہی مالیت کا سونا ہو..یا..

اتنی ہی مالیت کا مالِ تجارت ہو ..یا..

جس کے پاس اتنی ہی مالیت کا ایسا اضافی سامان ہو، جواس کی حاجتِ اصلیہ (یعنی زندگی کی ضروریات) کے علاوہ ہو...یا...

اس پر اللہ تعالیٰ یا بندوں کا اتنا قرض نہ ہو کہ جسے ادا کر کے ذکر کردہ نصاب باقی نہ رہے۔(۱)

معلوم ہوا کہ اگر چہ کسی کے پاس صرف ایک تولہ سونا ہو،اوراس ایک تولہ سونے کی قیمت، قیمت،ساڑھے باون تولہ(52.5) چاندی کے برابر ہو،تواس پر بھی قربانی واجب ہے۔اسی طرح اگرکسی کے پاس حاجتِ اصلیہ (ضروریاتِ زندگی) کے علاوہ کسی بھی طرح کا اضافی کوئی بھی سامان ہو،مثلاً: اضافی گاڑی، کسی بھی طرح کی اضافی پروپرٹی، روپیہ کرنسی انعامی بانڈز ،حتیٰ کہ گھر کی اضافی کوئی بھی شےء ہو کہ جس کی مالیت (تنہا...یا... دیگر کسی بھی شے کو ملانے کی صورت میں) ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر پہنچ جائے۔تو وہ بھی مالکِ نصاب ہے۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کے قرض سے مراد سابقہ زندگی کی ادا نہ کی جانے والی زکوٰۃ یا قربانی (کی رقم صدقہ کرنا اسی طرح)،فطرہ یا منت ہے۔

حاجتِ اصلیہ (ضروریاتِ زندگی) کی وضاحت

وہ چیزیں کے جن کے بغیر زندگی گزارنا نے حد مشکل ہو، مثلا! رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علم دین سے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ، اسی طرح استعمال کا موبائل، گھریلو استعمال کے برتن، یا دیگر اشیاء جیسے: واشنگ مشین، فرج، AC پنکھے وغیرہ..

الحاصل، کوئی بھی ایسی چیز کہ جس کو انسانی زندگی سے جدا کر دیا جائے، تو زندگی گزارنا بیحد مشکل ہو جائے، وہ اشیاء، حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں۔ چنانچہ

ذکر کردہ اصول شرع کی روشنی میں ہر شخص اپنا موازنہ کرسکتا ہے کہ اس کے لئے کون سے چیزیں، حاجتِ اصلیہ میں داخل ہیں، اور کونسی خارج۔

خلاصہ یہ کہ ضروریاتِ زندگی کے علاوہ جو بھی اضافی شے، اتنی ہو کہ اس کی مالیت 5-52 تولہ چاندی کی مالیت کے برابر پہنچ جائے، تو اب قربانی واجب ہے۔

لہذا قربانی کے دنوں میں ہر شخص اپنا موازنہ کرے کہ وہ مالکِ نصاب ہے یا نہیں۔ اگر ہے، تو اس پر قربانی واجب ہے، ورنہ واجب نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

مرد و عورت کے بالغ و نابالغ کا معیار کیا ھے؟..

شرعی اعتبار سے مرد کے بالغ ہونے کی عمر کم از کم عمر 12 سال ہے، جبکہ عورت کے بالغہ ہونے کی کم سے کم عمر 9 سال ہے، (یعنی مرد 12 سال سے پہلے اور عورت 9 سال سے پہلے بالغہ نہیں ہوسکتی)

اس وضاحت کے بعد یاد رکھیں کہ ہجری سال کے اعتبار سے لڑکے کو 12 سے 15 سال کی عمر کے درمیان، جب بھی علامتِ بلوغت ظاہر ہوں گے، مثلاً (مرد کو) نیند کی حالت میں احتلام ہوجائے...یا..جاگتے حالت میں (جماع، یا مشت زنی وغیرہ کے ذریعے) اِنزال ہوجائے .....یا..... اس کے جماع سے عورت حاملہ ہوجائے، تو اب اسے (لڑکے کو) بالغ قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح ہجری سال کے اعتبار سے، لڑکی کو 9 سے 15 سال کی عمر کے دوران جب بھی احتلام ہوجائے یا حیض آجائے یا حمل ٹھہر جائے تو اسے بھی بالغہ قرار دیا جائے گا۔

البتہ اگر یہ دونوں (لڑکا یا لڑکی) اپنے بلوغت کا اقرار کرتے ہوں، اوران کی ظاہری حالت سے بھی ان کی تکذیب نہ ہوتی ہو، تو اب بھی انہیں بالغ و بالغہ قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح بالفرض! اگر 15 سال تک ان دونوں (مرد و عورت) میں کوئی بھی علامات ظاہر نہ ہوئی، تو بھی انہیں، بالغ و بالغہ قرار دیا جائے گا۔

نیز یہ بھی یاد رہے کہ مرد کا ڈارھی مونچھ کا آجانا..یا..عورت کے پستان میں ابھار، ان کے بالغ ہونے کی دلیل نہیں۔(۱)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ۔ جلد 19 صفحہ۔630

کیا مقروض پر بھی قربانی واجب ہے؟..

اولاً دیکھا جائے گا کہ اگر اس کے مال (ضروریاتِ زندگی کے علاوہ کسی بھی طرح کا مال، جیسے اضافی سامان، وغیرہ) سے قرض ادا کیا جائے، تو اب یہ مالکِ نصاب رہتا ہے.. یا.. نہیں؟... اگر قرض منہا (کٹوتی) کرنے کے بعد، واقعی طور پر اتنا مال بھی نہ ہو کہ جس سے وہ نصاب کا مالک قرار دیا جائے، تو اب اس پر قربانی واجب نہیں (۱)، ورنہ واجب ہے اگر چہ اس وقت اس کے پاس کیش، نقدی وغیرہ نہ ہو۔ بلکہ

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں،

جس پر قربانی ہے اور اس وقت نقد اس کے پاس نہیں وہ چاہے قرض لے کر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے، واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

معلوم ہوا کہ ایامِ قربانی میں جس پر قربانی واجب ہو، لیکن اس کے پاس فی الحال نقد رقم نہ ہو تب بھی اس پر لازم ہے کہ وہ قربانی کرے۔ چاہے قرض لے کر کر... یا... ضرورت سے زائد سامان بیچ کر۔ ہاں

اگر قرض کی ادائیگی کے بعد وہ صاحب نصاب ہی نہیں رہتا، تو قربانی واجب نہیں۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) ولو كان عليه دين بحيث لو صرف فيه نقص نصابه لاتجب. (فتاویٰ عالمگیری۔ جلد 5 صفحہ 292)

(۲) فتاویٰ رضویہ۔ جلد 20۔ صفحہ 71۔ مسئلہ نمبر 195

کیازندہ جانور کی خریدوفروخت،تول کر جائز ہے؟..

اولاً یہ بنیادی اصول یادرکھیں کہ جب بھی خریدوفروخت کا کوئی معاملہ کیا جائے ،تو **ثمن** (یعنی طے شدہ قیمت) اور **مبیع** (یعنی جس کا سودا کیا جارہاہو،) کا **معلوم** ہونا ضروری ہے،تاکہ جھگڑے کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔بصورتِ دیگر

یعنی اگراس طرح خریدوفروخت کی جائے کہ قیمت..یا.. مبیع میں جہالت ہو،یعنی واضح نہ ہو،غیر معلوم ہو،تواب شریعتِ اسلامیہ ایسی خریدوفروخت کوفاسد،یعنی غیرشرعی قراردیتی ہے۔چنانچہ اسے ختم کرناواجب ہے۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بیع (خریدوفرخت) کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مبیع (جس کی خریدوفروخت کی جارہی ہو) اورثمن (قیمت) دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع (جھگڑا) پیدانہ ہوسکے،چنانچہ اگر (مبیع..یا.. ثمن) مجہول ہوں (یعنی غیرمعلوم ہوں) کہ نزاع (جھگڑا) ممکن ہو،تواب یہ بیع (خریدوفروخت) صحیح نہیں۔مثلاً اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچی یااس چیز کوواجبی دام پر بیچایااس قیمت پر بیچا جوفلاں شخص بتائے۔

(بہارِشریعت۔جلد2۔حصہ11 صفحہ617)

اس وضاحت کے بعد،**امامِ اعظم علیہ الرحمۃ** کے نزدیک **نتیجہ کلام** یہ ظاہر ہوا کہ جب زندہ جانور کی خریدوفرخت کی جائے،توایسی صورت میں ابتداء چونکہ جانور کامکمل وزن معلوم نہیں ہوتا،لہذااس جانور کی کل قیمت بھی واضح نہ ہوئی،جیسے:

ایک شخص،100 روپے فی کلو کے حساب سے جانور بیچے اور جس جانور کو

بیچے، ابتداء اس کا کل وزن معلوم نہیں، (یعنی معلوم نہیں کہ یہ جانور 20 کلو کا ہے .. یا 25.. کلو کا)

لہذا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ایک ایسی خرید وفروخت کی جارہی ہے کہ جس میں، کل وزن معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جانور کی کُل قیمت بھی واضح نہیں۔ چنانچہ

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ خرید وفروخت **مفضی الی المنازعة** ہے، یعنی یہ ایک ایسی بیع ہے جو جھگڑے کی طرف لے جانے والی ہے، لہذا آپ علیہ الرحمۃ کے نزدیک جانور کی تول کر خرید وفروخت جائز نہیں۔ البتہ!

صاحبین، یعنی امامِ اعظم علیہ الرحمۃ کے 2 شاگرد خاص، امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمۃ بیان کرتے ہیں

کہ اگر اس قسم کے معاملات میں جہالت کو ختم کر دیا جائے، کہ جھگڑے کی صورت باقی ہی نہ رہے، تو اب خرید وفروخت جائز ہوگی، چنانچہ

صاحبین علیہما الرحمۃ کے نزدیک اس مقام پر اگرچہ ابتداء جہالت ضرور ہے، یعنی جانور کا وزن کرنے سے پہلے، اس کی کُل قیمت غیر واضح ہے، لیکن.....

اس جانور کو تولنے کی صورت میں چونکہ کل جانور کا وزن واضح ہو جائے گا، لہذا اب اس کی قیمت بھی متعین ہوگئی۔ اور چونکہ خرید وفروخت کرنے والوں کی باہمی رضامندی کے سبب، جھگڑے کی صورت باقی ہی نہ رہی، لہذا یہ بیع جائز ہوگی۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ امامِ اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک جانور کی تول کر خرید وفروخت جائز نہیں، جبکہ

صاحبین علیہما الرحمۃ کے نزدیک جائز ہے، لہذا اگر (مروجہ حالات کے پیش نظر)

فی زمانہ صاحبین علیہما الرحمۃ کے قول پر عمل کرتے ہوئے فتویٰ دیا جائے، تو یہ زیادہ انسب ہے، کیونکہ

اب تو ہمارے عرف میں بھی بکثرت یہ رواج بنتا چلا جارہا ہے کہ جانور، وزن سے بکنے لگے ہیں، اگر ناجائز قرار دیا جائے تو یقینی بات ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے بے انتہا حرج ہوگا، لہذا راہِ عافیت اسی میں ہے کہ صاحبین علیہما الرحمۃ کے قول پر عمل کرتے ہوئے، حکمِ جواز دیا جائے، یہی مزاجِ شرع کے مطابق ہے، بلکہ

علماءِ اسلام نے بالتصریح بیان فرمایا ہے کہ

یہ طے شدہ ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر ہی عمل وفتویٰ ہوگا، اس سے عدول جائز نہیں۔ **ہاں! صاحبین ..یا.. ان میں سے کسی ایک کے قول پر ضرورت کے پیشِ نظر عمل کیا جاسکتا ہے۔**(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) المقرر ایضا عندنا انه لایفتی ولایعمل الابقول الامام الاعظم ولایعدل عنه الی قولهما اوقول احدهما اوغیرهما الالضرورة (فتاویٰ رضویہ۔جلد12 صفحہ118۔بحوالہ فتاویٰ خیریۃ)

جانور کی خدمت

اگر جانور کی اچھی طرح دیکھ بھال پر استطاعت ہو، تو ضرور قربانی سے پہلے ہی جانور لا کر اس کی خدمت کی جائے، کیونکہ یہ ایک مستحب عمل ہے، جیسا کہ

حضرتِ یحیی بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ

میں نے ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مدینہ منورہ میں ہم قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا کرتے اور سب مسلمانوں کا یہی معمول تھا۔(۱)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ معمول تھا کہ وہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنے جانوروں کو قربان کرنے سے پہلے جانوروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے، ان کی خدمت کرے۔

یقیناً یہ فعلِ مستحسن، طریقہِ اظہارِ قربت اور اجر و ثواب کے حصول کا ذریعہ ہے،(۲)

لہذا ہمیں بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اس سنت کو اختیار کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ :سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ، قَالَ :كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ (صحیح بخاری۔جلد7۔صفحہ100)

(۲) فيستحب ان يربط الاضهية قبل ايام النحر بايام لما فيه من الاستعداد للقربة واظهار الرغبة فيها فيكون له فيه اجر وثواب (بدائع الصنائع۔جلد5۔صفحہ78)

بیرون ملک قربانی کروانا کیسا ہے؟...

اس مسئلے کی تفہیم سے قبل، اولاً یہ بات ضرور یاد رکھی جائے کہ اگر انسان، از خود قربانی کرنے پر قادر ہو، تو افضل واولیٰ یہی ہے کہ وہ بذاتِ خود قربانی کرے، کیونکہ قربانی، نہ صرف حصولِ ثواب کا بہترین ذریعہ ہے، بلکہ یہ ایک عبادت ہے اور دیگر عبادات کی طرح اسے خود سرانجام دینا افضل ہے۔(۱)

مزید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی یاد رکھا جائے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے، حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ

اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو جاؤ اور اس کو دیکھو، کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی، آپ کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔(۲)

جس طرح اس حدیثِ کریمہ سے قربانی کرنے والے لئے گناہوں کی مغفرت کی بشارت ثابت ہے، اسی طرح یہ حدیثِ کریمہ نیابت (یعنی نائب بنانے) پر بھی دلالت کرتی ہے،(۳) چنانچہ!

اولاً انسان، از خود قربانی کرے، ورنہ، کم از کم وہاں موجود رہے، ہاں! اگر کوئی شخص کسی بھی سبب سے از خود قربانی نہیں کرسکتا وغیرہ،

---

(۱) یستحب لمرید التضحیة أن یذبح بنفسه إن قدر علیه؛ لأنه قربة ، ومباشرة القربة أفضل من تفویض إنسان آخر فیها، فإن لم یحسن الذبح فالأولی تولیته مسلماً یحسنه (الفقہ الإسلامی وأدلتہ۔جلد۔4 صفحہ2734)

(۲) (کنز العمال۔جلد5۔صفحہ221۔حدیث نمبر12671)

(۳) اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَنَّهُ تَصِحُّ النِّيَابَةُ فِي ذَبْحِ الْأُضْحِيَّةِ إِذَا كَانَ النَّائِبُ مُسْلِمًا، لِحَدِيثِ فَاطِمَةَ السَّابِقِ يَا فَاطِمَةُ قُومِي إِلَى أُضْحِيَّتِكِ فَاشْهَدِيهَا لأَنَّ فِيهِ إِقْرَارًا عَلَى حُكْمِ النِّيَابَةِ (موسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ۔جلد5۔صفحہ105)

تو ایسی صورتِ حال میں، کسی ایسے قابلِ اعتماد، مستند فرد . . یا . . ادارے کے ذریعے بطورِ وکالت، فعلِ ذبح کروایا جاسکتا ہے، جو تعلیماتِ شرع کے مطابق، اس مذہبی فریضے کو سرانجام دے سکے۔ نیز یہ قابلِ توجہ مسئلہ بھی ضرور ذہن نشین رکھا جائے کہ

دوسرے ممالک میں قربانی کروانے کی صورت میں،

مؤکل (جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہو)... اور ...

وکیل (جسے قربانی کا وکیل مقرر کیا گیا ہو)........

ان دونوں کے ملکوں میں قربانی کے ایام کا پایا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ...

اگر کسی ایک کے ملک میں، ایامِ نحر نہ ہوئے، تو قربانی نہ ہوگی ۔ مثلاً..

مؤکل کے مقام پر تو ایامِ نحر شروع ہو گئے، لیکن وکیل کے ملک میں شروع نہ ہوئے...... اب اگر (وکیل) اسکی طرف سے، اپنے ملک میں قربانی کرتا ہے، تو یہ قربانی ادا نہ ہوگی۔ (۱) اسی طرح...

اگر مؤکل کے مقام پر ابھی ایامِ نحر شروع ہی نہ ہوئے (۲)... یا... قربانی کے ایام ہی ختم ہو گئے (۳) اور اب یہ کسی ایسے شخص کو قربانی کے سلسلے میں وکیل بناتا ہے، کہ جہاں قربانی کے ایام جاری ہوں، تو ان دونوں صورتوں میں بھی کی گئی قربانی درست نہ ہوگی۔

---

(۱) کیونکہ دونوں ملکوں میں قربانی کے ایام کا پایا جانا ضروری تھا، جس پر عمل نہ ہوا۔

(۲) (شرع کی جانب سے اس مؤکل پر اصلاً قربانی واجب ہی نہ ہوئی، کیونکہ قربانی کے لازم ہونے کے لئے ایامِ قربان کا ہونا ضروری ہے، جبکہ اس کی طرف ابھی ایامِ نحر شروع ہی نہ ہوئے)

(۳) جب کوئی صاحبِ نصاب، استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے، حتیٰ کہ قربانی کے ایام ہی گزر جائے، تو اب اس کے ذمہ، اس قربانی کا صدقہ لازم ہوتا ہے، نہ کہ قربانی۔

خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کے جواز کی فقط یہی صورت ہے کہ وکیل اور مؤکل، دونوں کے قربانی کے ایام میں مماثلت ہوں، دونوں، جگہوں پر قربانی کے ایام جاری ہوں۔اگر کسی ایک کے ملک میں ایامِ نحر نہ ہوئے، تو قربانی ادا نہ ہوگی۔

واللہ اعلم ورسولہ اعلم بالصواب

نوٹ: ذکر کردہ کلام، مع اختصار پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تاہم اس موضوع سے متعلق تفصیلی وضاحت کے سلسلے میں مفتیِ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب کے شائع کردہ آرٹیکل کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

سرپرست کا بلا اجازت، کسی کی طرف سے قربانی کرنا کیسا ہے؟...

اولاً شریعت کا ضابطہ یاد رکھیں کہ قربانی، عبادت ہے اور عبادت میں نیت شرط ہے، لہذا اگر گھر کے بالغ افراد (جن پر قربانی واجب ہو، ان) کی اجازت کے بغیر قربانی کی، تو چونکہ ان کی نیت نہ تھی، لہذا اس شرط کے مفقود ہونے کی صورت میں یہ عبادت (قربانی) بھی ادا نہ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ گھر کے بالغ افراد پر قربانی واجب ہونے کی صورت میں ان سے اجازت لینا ضروری ہے، ورنہ (قربانی) ادا نہ ہوگی، البتہ!

جس گھر کے تمام معاملات، سرپرست کے ذمہ ہوں، (جیسے بسا اوقات،

جوائنٹ فیملی میں ہوتا ہے کہ گھر کا سر پرست، (مثلاً، والد..یا..بڑا بھائی وغیرہ) ازخود سارے معاملات طے کرتا ہے،) تو

اب اگرچہ صراحتاً کسی کی جانب سے اجازت نہیں، لیکن چونکہ دلالۃً اجازت پائی جاتی ہے، (یعنی سب کو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا سر پرست، ہماری جانب سے قربانی کرے گا، وغیرہ،) لہذا اب قربانی جائز ہے۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) (ملخص از فتاویٰ رضویہ۔جلد20۔صفحہ454)

☆ وَلَوْ ضَحّٰی عَنْ أَوْلَادِهِ الْكِبَارِ وَزَوْجَتِهِ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ ..... وَلَعَلَّهُ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الْعَادَةَ إِذَا جَرَتْ مِنَ الْأَبِ فِي كُلِّ سَنَةٍ صَارَ كَالْإِذْنِ مِنْهُمْ (درمختار. جلد6. صفحہ315)

عیب والے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟ ..

قربانی، اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی، اس کے تقرب کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، لہذا اس سلسلے میں ایک ایسے جانور کا انتخاب کرنا چاہئے، جو عیوبات سے خالی ہو۔ چنانچہ

سنن نسائی شریف (۱) کی روایت کے مطابق جب اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کن قربانیوں سے بچنا چاہیے؟... تو

آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا چار سے۔ (یعنی چار قسم کے جانور، قربانی کے لیے درست نہیں ہیں، پھر فرمایا کہ)

1... ایسا لنگڑا جانور کہ جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔ (۲)

2... ایسا کانا کہ جس کا، کانا پن ظاہر ہو۔ (۳)

3... ایسا بیمار جانور کہ جس کی بیماری واضح ہو۔ (۴)

4... اور ایسا کمزور وضعیف جانور کہ جس کی ہڈیوں میں مغز (گودا) ہی نہ ہو۔ (۵)

ذکر کردہ حدیثِ کریمہ میں چار اصولی عیب بیان فرمائے گئے ہیں، کہ جس کے تحت بیشمار فروعی عیب بھی داخل ہیں، چنانچہ

---

(۱) أَرْبَعَةٌ لَا يُجْزِينَ فِي الْأَضَاحِيِّ :الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي (سنن نسائی۔ جلد 7۔ صفحہ 215۔ حدیث نمبر 4370)

(۲) (یعنی وہ جانور جو قربان گاہ تک نہ جا سکے، اس کی قربانی جائز نہیں، البتہ بالکل معمولی لنگڑا پن، مضر نہیں۔)

(۳) (یعنی، جس کی ایک آنکھ کی روشنی بالکل جاتی رہی ہو، البتہ ایک آنکھ میں معمولی پھلی وغیرہ کا ہونا مضر نہیں۔

(۴) (یعنی مرض ظاہر ہونے کے یہ معنے ہیں کہ چارہ نہ کھائے۔

(۵) (یعنی ایسا کمزور کہ جس کی ہڈیوں میں مغز (گودا) نہ ہو۔ لہذا وہ اس وجہ سے کھڑا نہ رہ سکتا ہو۔ (مرآۃ المناجیح)

علماء اسلام نے ان 4 عیوب پر قیاس فرماتے ہوئے کچھ مزید ایسے عیب بیان فرمائے ہیں، جوانہی (عیوب) جیسے ہیں، یا ان سے بھی بڑھ کر ہیں، مثلاً!

اندھا، ٹانگ کٹی ہونا، کیونکہ اس سے گوشت میں کمی ہوتی ہے، یہ حدیث ایسا خاص ہے جس سے عام مراد لیا گیا ہے۔(۱)

بہرحال! علماءِ اسلام نے، جانوروں کے عیب کے سلسلے میں یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ

ایسے کسی بھی جانور کی قربانی جائز نہیں کہ جس میں ایسا عیب پایا جائے کہ، جو جانور کے فوائد.. یا.. اس کی خوبصورتی کو مکمل طور پر زائل (ختم) کردے۔(۲)

اس وضاحت سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اگر تھوڑا بہت عیب ہو، تو (چونکہ عموی طور پر جانور کے فوائد وخوبصورت، کلیۃً متاثر نہیں، ہوتی، لہذا) بکراہت قربانی ہوجائے گی، لیکن زیادہ عیب کی صورت میں چونکہ فوائد.. یا.. اس کی خوبصورتی مکمل طور پر ختم ہوجاتی ہے، لہذا قربانی جائز نہ ہوگی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب بھی قربانی کا جانور لایا جائے، تو دیکھ لیا جائے کہ درج ذیل عیوبات ہیں یا نہیں، اگر ہیں، تو.........

---

(۱) وأضاف الفقهاء عيوباً أخرى بالقياس على هذه الأربعة، هي في معناها، أو أقبح منها، كالعمى وقطع الرجل، لما يترتب على ذلك من نقص اللحم، ويكون الحديث من باب الخاص الذي أريد به العموم

(فقہ اسلامی وادلتہ۔جلد 4۔صفحہ 2727)

(۲) كُلُّ عَيْبٍ يُزِيلُ الْمَنْفَعَةَ عَلَى الْكَمَالِ أَوْ الْجَمَالِ عَلَى الْكَمَالِ يَمْنَعُ الْأُضْحِيَّةَ،

(فتاوىٰ ھندیۃ۔جلد 5۔صفحہ 299)

ان عیوبات کی وجہ سے قربانی جائز نہ ہوگی،(۱) چنانچہ

﴿1﴾... اندھے کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح

﴿2﴾... کانے (جس کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی) کی قربانی بھی جائز نہیں۔

﴿3﴾... ایسا لنگڑا جانور کہ جو قربان گاہ تک خود چل کر نہ جاسکے،

﴿4﴾... اتنا کمزور جانور کہ جس کی ہڈیوں میں مغز (یعنی گودا) ہی نہ ہو۔

﴿5﴾... جس کے دانت ہی نہ ہوں، یا اکثر دانت نہ ہوں، (ہاں اگر اکثر دانت ہے، کہ وہ چارہ کھا سکے، تو جائز ہے۔)

﴿6﴾... جس کے پیدائشی کان نہ ہوں (البتہ پیدائشی چھوٹے کان کے جانور کی قربانی جائز ہے۔)

﴿7﴾... جس بکری کا ایک تھن.. یا.. گائے کے 2 تھن کٹے ہوں.. یا.. خشک ہوں۔

﴿8﴾... جس کا کان.. دم.. یا.. چکی، تہائی (1/3) سے زیادہ کٹی ہو۔ تہائی سے کم ہو تو ہوجائے گی۔

﴿9﴾... خنثیٰ (جس میں نر و مادہ دونوں کی جنسی علامات پائی جائیں) کی قربانی جائز نہیں۔ کیونکہ اس کا گوشت پکتا نہیں ہے۔

---

(۱) لا يضحى بالعمياء (الذاهبة العينين)، والعوراء (الذاهبة عيناً)، والعرجاء (العاطلة إحدى القوائم، وهى التى لا تمشى إلى المذبح)، والعجفاء (المهزولة التى لا مخ فى عظامها)، والهتماء (التى لا أسنان لها، ويكفى بقاء الأكثر)، والسَّكاء (التى لا أذن لها خلقة، فلو كان لها أذن صغيرة خلقة أجزأت)، والجَذَّاء (مقطوعة رؤوس ضرعها، أو يابستها)، والجَدْعاء (مقطوعة الأنف)، والمصرَّمة حلمات الضرع (التى عولجت حتى انقطع لبنها)، والتى لا ألية لها، والخنثى (لأن لحمها لا ينضج)، والجلاَّلة (التى تأكل العذرة ـ الغائط ـ دون غيرها)، ومقطوعة أكثر من ثلث الأذن أو الذنَب أو الألْية، أو التى ذهب أكثر نور عينها (لأن للأكثر حكم الكل بقاء وذهاباً، فيكفى بقاء الأكثر، ولأن العيب اليسير لا يمكن التحرز عنه، فجعل عفواً (فقہ الاسلامی وادلتہ۔ جلد 4۔ صفحہ 2727)

﴿10﴾... جلالہ یعنی ایسا جانور جو لید گوبر، غلاظت وغیرہ کھاتا ہو، اس کی قربانی بھی جائز نہیں، (اگر ان کی قربانی کرنا چاہیں، تو اولاً) جلالہ اونٹ کو 40 دن.. گائے کو 20 دن... جبکہ بکری کو 10 دن بندر کھا جائے گا۔ (تاکہ ان کا گوشت پاک ہو جائے، یعنی گوشت سے بدبو آنا بند ہو جائے) (۱)

﴿11﴾... جس جانور میں ایسا جنون (پاگل پن) ہو کہ چرتا بھی نہ ہو۔ تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

﴿12﴾... جس کی ایک آنکھ کی اکثر روشنی جا چکی ہو، (کیونکہ کسی عضو.. یا.. صفت کی بقا و غیر بقا میں، اکثر کا اعتبار ہوتا ہے، یعنی اکثر کو کل کا حکم دیا جاتا ہے۔ لہذا اکثر کا باقی رہنا کافی ہے۔ کیونکہ چھوٹے عیب سے بچنا ممکن نہیں رہتا، لہذا معاف ہے۔)

﴿13﴾... اگر بکری کی زبان کٹی ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں، البتہ اگر وہ چارہ کھا سکتی ہو، تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان)

﴿14﴾... جس جانور کے دونوں یا ایک سینگ، جڑ (یعنی اگنے کے مقام) سے ٹوٹے ہوں، تو قربانی نہ ہوگی۔ البتہ

اگر پیدائشی طور پر سینگ ہی نہ ہوں.. یا.. سینگ تو ہوں، لیکن اوپر سے ٹوٹے ہوں، ان کی قربانی جائز ہے۔ اسی سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ

بسا اوقات بعض بیوپاری حضرات، جانور کے سینگوں کو گھس دیتے ہیں، چونکہ

---

(۱) وَلَا تَجُوزُ الْجَلَّالَةُ وَهِيَ الَّتِي تَأْكُلُ الْعُذْرَةَ وَلَا تَأْكُلُ غَيْرَهَا، فَإِنْ كَانَتْ الْجَلَّالَةُ إِبِلًا تُمْسَكُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا حَتَّى يَطِيبَ لَحْمُهَا وَالْبَقَرُ يُمْسَكُ عِشْرِينَ يَوْمًا وَالْغَنَمُ عَشَرَةَ أَيَّامٍ (فتاویٰ ھندیہ۔ جلد 5۔ صفحہ 298)

اس عمل سے، جانور کی خوبصورتی مقصود ہوتی ہے، اور اس عمل کو عیب میں بھی شمار نہیں کیا جاتا، نہ ہی جانور کی قیمت میں کمی واقع ہوتی ہے، لہذا ان کی قربانی بھی جائز ہوگی۔

مذکورہ عیوبات کی معرفت کے بعد، ماحصل و لُب لُباب یہ ہے کہ اگر صاحبِ نصاب نے اس قسم کے عیب دار جانور کو خریدا.. یا.. خریدنے کے بعد، اس میں ایسا عیب پیدا ہوا کہ جو قربانی کی راہ میں رکاوٹ بنے، تو ہر صورت میں اس (صاحبِ نصاب) پر لازم ہے کہ دوسرا جانور قربان کرے، البتہ جو صاحبِ نصاب نہ ہو تو وہ ہر صورت میں اس جانور کی قربانی کرسکتا ہے۔ (۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا قربانی کے جانور کا خصی ہونا عیب نہیں؟ ..

جواب سے قبل، عیب کی تعریف ضرور یاد رکھیں، چنانچہ

علماء اسلام فرماتے ہیں کہ

عیب سے مراد وہ عیب ہے کہ جو تجار کے نزدیک عیب شمار کیا جائے جس (عیب) کی وجہ سے قیمت میں کمی واقع ہو۔ (۲)

مزید یہ بھی یاد رکھیں کہ

ایسے کسی بھی جانور کی قربانی جائز نہیں کہ جس میں ایسا عیب پایا جائے کہ، جو

---

(۱) كُلُّ عَيْبٍ يَمْنَعُ الْأُضْحِيَّةَ فَفِي حَقِّ الْمُوسِرِ يَسْتَوِي أَنْ يَشْتَرِيَهَا كَذَلِكَ أَوْ يَشْتَرِيَهَا وَهِيَ سَلِيمَةٌ فَصَارَتْ مَعِيبَةً بِذَلِكَ الْعَيْبِ لَا تَجُوزُ عَلَى كُلِّ حَالٍ، وَفِي حَقِّ الْمُعْسِرِ تَجُوزُ عَلَى كُلِّ حَالٍ

(فتاویٰ ھندیہ۔جلد5۔صفحہ299)

(۲) كُلُّ مَا أَوْجَبَ نُقْصَانَ الثَّمَنِ عِنْدَ التُّجَّارِ فَهُوَ عَيْبٌ (مجمع الانھر۔جلد2۔صفحہ41)

جانور کے فوائد..یا..اس کی خوبصورت کو مکمل طور پر زائل (ختم) کردے۔(۱) چنانچہ اب تک کی گفتگو، تعریفِ عیب سے معلوم ہوا کہ

قربانی کے جانور کا خصی ہونا، تجار کے نزدیک عیب میں داخل نہیں، کیونکہ اس (جانور کے خصی ہونے) کی وجہ سے قیمت میں کمی واقع نہیں ہوتی، بلکہ اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔لہذا

خصی جانور کی قربانی نہ صرف جائز ودرست، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ بھی ہے، اور افضل یہی ہے کہ قربانی کے لئے خصی جانور ذبح کیا جائے،

حضرتِ عائشہ صدیقہ اور حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرنے کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے، فربہ، سینگ والے، چتکبرے، **خصی** مینڈھے خریدتے اور ایک اپنی امت کی جانب سے ان لوگوں کے لئے ذبح فرماتے جنہوں نے اللہ کے لئے توحید کی گواہی دی اور آپ ﷺ کے لئے تبلیغ رسالت کی گواہی دی اور دوسرا خود اپنی جانب سے اور اپنی آل کی جانب سے ذبح فرماتے۔(۲)

بلکہ خصی جانور کے حوالے سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

---

(۱) كُلُّ عَيْبٍ يُزِيلُ الْمَنْفَعَةَ عَلَى الْكَمَالِ أَوْ الْجَمَالِ عَلَى الْكَمَالِ يَمْنَعُ الْأُضْحِيَّةَ،وَمَا لا يَكُونُ بِهَذِهِ الصِّفَةِ لا يَمْنَعُ (فتاویٰ ھندیۃ۔جلد5صفحہ299)

(۲) عَنْ عَائِشَةَ، أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ، سَمِينَيْنِ، أَقْرَنَيْنِ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ، فَذَبَحَ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ، لِمَنْ شَهِدَ لِلَّهِ، بِالتَّوْحِيدِ، وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ، وَذَبَحَ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَعَنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ (سنن ابن ماجہ۔جلد2۔صفحہ1043۔حدیث نمبر3122)

خصی جانور کا گوشت، عمدہ ولذیذ ہوتا ہے، لہذا (اس کی قربانی) افضل واولیٰ ہے (۱)

اسی طرح امامِ اہل سنت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

(خصی جانور کی قربانی) جائز ہے کہ اگر چہ اس کمی سے اس جانور میں عیب نہیں آتا، بلکہ وصف بڑھ جاتا ہے، کہ خصی کا گوشت، بہ نسبت فحل (غیرِ خصی) کے زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ (۲)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جن عیوب کی وجہ سے جانور کی قربانی ناجائز ہوتی ہے، اس میں جانور کا خصی ہونا شامل نہیں ہے، بلکہ خصی جانور کی قربانی سنت وافضل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

اگر جانور کو خارش...یا.. جلد کی بیماری ہو تو؟.

قربانی، عبادت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے، لہذا!.....

بارگاہ رب العلیٰ میں ایسا جانور ذبح کیا جائے، جو عیب سے پاک ہو، چنانچہ

اگر معمولی عیب ہو، تو اگر چہ بکراہت قربانی ہوجائے گی، لیکن زیادہ عیب کی صورت میں (قربانی) نہ ہوگی۔ بہر حال!

ذکر کردہ صورت میں اولاً دیکھا جائے گا کہ اس مرض کا اثر فقط اس کی کھال تک محدود ہے.. یا... اس کے گوشت تک سرائیت کر گیا ہے؟...

---

(۱) وعن ابی حنیفة هو اولی لان لحمه اطیب (تبین الحقائق۔جلد6۔صفحہ479)

(۲) (ملخص از فتاویٰ رضویہ۔جلد20۔صفحہ458)

اگر فقط، کھال تک ہی اس کا اثر ہو، تو اب قربانی جائز ہے، لیکن اگر اس مرض کا اثر، اس کے گوشت میں سرائیت کر جائے، جانور نحیف و لاغر ہو جائے، اس کی ہڈی میں مغز باقی نہ رہے، تو اب اس کی قربانی جائز نہ ہوگی، کیونکہ

خارش کا گوشت میں سرایت کر جانا، اس کے عیب میں داخل ہے۔ اور قربانی کے جانور کا بے عیب ہونا لازم ہے۔ (۱)

☆☆☆☆☆☆☆

قربانی صحیح ہونے کے سلسلے میں جانور کے دانتوں کا کیا معیار ہے ؟..

عمومی طور پر، سامنے کے دو بڑے دانتوں کا نکلنا جانور کی عمر پوری ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے، تاہم یاد رہے کہ

قربانی کی درستگی کے سلسلے میں، جانور کی مقرر کردہ عمر کا پورا ہونا لازم ہے، دانت نکلنا ضروری نہیں، چنانچہ

اگر جانور اپنی عمر، بمطابقِ شرع پوری کر چکا ہو، (اگرچہ دانت نہ بھی نکلے ہوں)، تو اب اس کی قربانی جائز ہوگی۔

البتہ اس سلسلے میں مکمل تسلی و اطمنان ضرور حاصل کیا جائے کہ واقعتاً یہ جانور اپنی عمر، بمطابق شرع پوری کر چکا ہے یا نہیں؟..

---

(۱)(والجرباء السمينة) فلو مهزولة لم يجز ، لان الجرب فی اللحم نقص

(درمختار۔ کتاب الاضحیۃ جلد 5۔ صفحہ 227)

اگر شک ہو تو نہ خریدیں، بالخصوص دورِ حاضر میں، جبکہ کذب بیانی عام ہے، چنانچہ ایسی صورتِ حال میں بیچنے والے کی بات کا اعتبار، کچھ مشکل امر ہے۔

لہذا بہتر یہی ہے کہ (اس جانور کی عمر کے حوالے سے) کسی قابلِ اعتماد، تجربہ کار افراد سے ضرور رابطہ کیا جائے، تاکہ جانور بتقاضۂ شرع قربان کیا جائے۔ مزید یہ مسئلہ بھی یاد رہے کہ

ایسا جانور کہ جس کے سارے.. یا.. اکثر دانت ٹوٹ گئے ہوں، تو اب ان کی قربانی جائز نہیں، البتہ اگر اس قدر ابھی بھی دانت باقی ہو کہ وہ ان سے چارہ کھا سکتا ہو، تو قربانی جائز ہے۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

دانت گھس کر جانور بیچنا کیسا ہے ؟...

فی زمانہ لوگوں کا بکثرت رجحان، دو دانت کے جانور لینے کا ہوتا ہے، ایسے موقع پر بسا اوقات، بعض بیوپاری حضرات، بڑے جانور، جیسے بیل وغیرہ کی عمر چھپانے کی غرض سے جانور کے دانت گھس دیتے ہیں جبکہ سامنے کے دانت اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں، جس سے وہ جانور بظاہر دو دانت کا محسوس ہوتا ہے، تو کیا ایسے جانور کی قربانی صحیح ہے؟..

---

(۱) وَأَمَّا الْهَتْمَاءُ وَهِيَ الَّتِي لَا أَسْنَانَ لَهَا، فَإِنْ كَانَتْ تَرْعَى وَتَعْتَلِفُ جَازَتْ وَإِلَّا فَلَا

(فتاویٰ ھندیۃ۔ جلد 5۔ صفحہ 298)

☆ والهتماء (التي لا أسنان لها، ويكفي بقاء الأكثر)

(فقہ الاسلامی وادلتہ۔ جلد 4۔ صفحہ 2727)

اولاً اس طرح دھوکہ دے کر اپنا مال بیچنا جائز نہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔(۱)

بہر حال! ذکر کردہ سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر دانت گھسنے کے باوجود، جانور چارہ کھا سکتا ہو، تو اب اس کی قربانی جائز ہے، ورنہ (یعنی اگر چارہ نہیں کھا سکتا، تو اب اس کی) قربانی جائز نہیں۔ (۲)

☆☆☆☆☆☆☆

کان کا حکم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم (جانور کی) آنکھ، کان، دیکھ لیں، نہ ہی اگلے کان کٹے کی قربانی کریں نہ ہی پچھلے کی، نہ کان چیرے کی، نہ کان پھٹے کی (۳)

شارحینِ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ

اس مقام پر مراد، فقط، آنکھ کان نہیں، بلکہ سارے اعضاء ظاہری ہیں، یعنی قربانی کے لیئے ایسے جانور کا انتخاب کیا جائے کہ جس کے کسی عضو میں کوئی ایسا عیب نہ ہو جو اس کے حسن میں کمی پیدا کرے یا جسم میں نقصان، کا باعث ہو۔ چنانچہ

اندھا، کانا، لنگڑا، دم کٹا، بہت دبلا وغیرہ جانوروں کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

---

(۱) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ :لَيسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ (صحیح مسلم۔جلد3۔صفحہ272۔حدیث نمبر3452)

(۲) وأما الهتماء وهى التى لا أسنان لها فإن كانت ترعى وتعتلف جازت وإلا فلا. (بدائع الصنائع۔جلد5۔صفحہ75)

(۳) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَلَّا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ (مشکاۃ المصابیح۔جلد1۔صفحہ460۔حدیث نمبر1463)

بہر حال ! جس جانور کا کان، طول کی جانب سے چیرا ہوا ہو.. یا.. جس کے کان کا اگلا یا پچھلا حصہ کٹا ہو.. یا.. جس کا کان پھٹا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ البتہ حدیثِ کریمہ میں ایسے جانوروں کی ممانعت، کراہتِ تنزیہی پر محمول ہے۔ (۱)

☆☆☆☆☆☆☆

کیا جرسی جانور کی قربانی جائز ہے ؟..

اس مسئلے کی وضاحت سے قبل اولاً جرسی جانور کا تعارف بیحد ضروری ہے، چنانچہ، ہماری معلومات کے مطابق، جب توالد وتناسل کے غیر فطری طریقۂ کار کو اختیار کرتے ہوئے، بذریعہ انجکشن، ولایتی بیل کا نطفہ (دیسی) گائے کے رحم میں پہنچایا جائے اور یہ گائے حاملہ ہو جائے، تو اب اس سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسے **جرسی گائے** سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

چونکہ اس سارے Process (مرحلے) میں ایک خاص نسل کے نر کا مادہ لے کر (دوسری نسل کی) گائے کے رحم میں پہنچایا جاتا ہے، لہذا **مختلف نسل کے اختلاط** سے اس جانور کی افزائش نسل ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عام گایوں کے مقابل، یہ گائے نہ صرف رنگت وہیئت، میں مختلف ہوتی ہے، بلکہ اسکی پشت پر مثلِ کوہان، ابھار بھی نہیں ہوتا۔

اسی طرح اس کے بدن پہ سفید، سیاہ، یا سرخ قسم کی بودیں، اس کی دلکشی میں اضافے کا سبب بھی بنتی ہے، بلکہ، خوبصورتی، کثرتِ دودھ اور لوگوں کے میلان کی وجہ

---

(۱) فالنهي ......في الشرقاء والمقابلة والمدابرة محمول على الندب (بدائع الصنائع۔ جلد5۔ صفحہ76)

سے یہ بہت مہنگے داموں میں بکتی ہیں۔

اس تمام وضاحت کے بعد، جواب یہ ہے کہ جرسی گائے کی قربانی جائز ہے شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں، تاہم

اس کے بارے میں ایک تاثر یہ بھی پایا جاتا ہے کہ خنزیر کے نطفہ سے اس (جرسی گائے) کی ولادت ہوتی ہے۔ جبکہ اس کی اصلاً کوئی حقیقت نہیں، تحقیق وہ ہی ہے، جو ہم نے ماقبل بیان کی ہے، نیز اس موقع پر شرع کا یہ قاعدہ ضرور یاد رکھا جائے کہ

جانور کی حلت وحرمت میں اس کی ماں اعتبار ہوتا ہے، (نہ کہ نر کا) چنانچہ! اگر جانور کی ماں حلال ہے تو یہ بچہ بھی حلال ہوگا کیونکہ یہ بچہ اس کے جسم کا حصہ ہوتا ہے۔(۱)

چنانچہ اس ساری گفتگو سے یہ بات واضح ہوئی کہ

اس (جرسی گائے) کی ماں، گائے ہی ہوتی ہے، لہذا اس کا حکم بھی گائے ہی کا ہوگا۔ اور عند الشرع گائے کی قربانی جائز ہے، لہذا اس کی قربانی بھی جائز ہوگی۔

تاہم یہ ضرور یاد رہے کہ اگرچہ اس کی قربانی جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اگر کسی مقام پر کم علمی، دین سے دوری کے سبب لوگوں میں اس حوالے کچھ شکوک وشبہات پائے جائیں (اولاً احسن انداز سے اصلاح کی جائے، وگرنہ) دیگر جانور، بآسانی ملنا ممکن بھی ہو، تو دوسرے جانور کا انتخاب اولیٰ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱)فلو كانت أمه حلالا لكان هو حلالا أيضا؛ لأن حكم الولد حكم أمه؛ لأنه منها وهو كبعضها........ليعلم أن حكم الولد حكم أمه فى الحل والحرمة دون الفحل (بدائع الصنائع۔جلد5۔صفحہ38۔)

قربانی سے قبل ، پیدا ہونے والے عیب ؟...

اگر جانور خریدنے کے بعد،کوئی عیب پیدا ہو جائے ،تو غنی (صاحبِ استطاعت) پر دوسرا جانور قربان کرنا واجب ہے۔البتہ اگر یہ فقیر ہے تو اب اسی جانور کو ذبح کرے۔

تاہم یہ یادر ہے کہ اگر اس نے جانور ذبح کرنے کی منت مانی تھی ،تو اب اسے بھی دوسرا (بے عیب) جانور ذبح کرنا لازم ہے۔اسی طرح ......

اگر قربانی کا جانور گم..یا..چوری ہو جائے ،تو بھی حکمِ سابق ہے۔تاہم اگر دونوں نے دوسرا جانور خرید لیا اور سوئے اتفاق ،سابقہ جانور بھی مل جائے ،تو

اب غنی کو اختیار ہے کہ وہ ان دونوں میں جسے چاہے قربان کرے،جبکہ فقیر پر دونوں کی قربانی لازم ہے۔مزید یہ بھی یادر ہے کہ

اگر قربانی سے پہلے ہی جانور مر جائے ،تو.. غنی (صاحبِ استطاعت) پر دوسرا جانور قربان کرنا واجب ہے،جبکہ فقیر پر لازم نہیں۔

نیز بوقتِ ذبح ،اگر کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اب کوئی حرج نہیں، چنانچہ دونوں (غنی وفقیر) اسی جانور کی قربانی کرے۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) (وَلَوْ) (اشْتَرَاهَا سَلِيمَةً ثُمَّ تَعَيَّبَتْ بِعَيْبٍ مَانِعٍ) كَمَا مَرَّ (فَعَلَيْهِ إقَامَةُ غَيْرِهَا مَقَامَهَا إنْ) كَانَ (غَنِيًّا، وَإِنْ) كَانَ (فَقِيرًا أَجْزَأَهُ ذَلِكَ.....لَوْ أَوْجَبَ أُضْحِيَّةً عَلَى نَفْسِهِ بِغَيْرِ عَيْنِهَا فَاشْتَرَى صَحِيحَةً ثُمَّ تَعَيَّبَتْ عِنْدَهُ فَضَحَّى بِهَا لَا يَسْقُطُ عَنْهُ الْوَاجِبُ لِوُجُوبِ الْكَامِلَةِ عَلَيْهِ ....وَلَوْ ضَلَّتْ أَوْ سُرِقَتْ فَشَرَى أُخْرَى فَظَهَرَتْ فَعَلَى الْغَنِيِّ إحْدَاهُمَا وَعَلَى الْفَقِيرِ كِلَاهُمَا شُمُنِّيٌّ........لَوْ مَاتَتْ فَعَلَى الْغَنِيِّ غَيْرُهَا لَا الْفَقِيرِ....... وَلَا يَضُرُّ تَعَيُّبُهَا مِنْ اضْطِرَابِهَا عِنْدَ الذَّبْحِ (درمختار۔جلد6۔صفحہ325)

قربانی کے جانور میں شرکت کے مسائل

بڑا جانور، جیسے **گائے اونٹ** (نر و مادہ کی قربانی،) کم از کم ایک فرد کی جانب سے بھی (مکمل طور پر) ذبح کیا جا سکتا ہے، جبکہ اس میں زیادہ سے زیادہ 7 افراد شریک ہو سکتے ہیں، جیسا کہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب سے بقرعید کے دن ایک گائے کی قربانی فرمائی (۱)

مزید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں قربانی کی، تو اونٹ 7 آدمیوں کی طرف سے اور گائے، 7 آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔ (۲)

ایک اور مقام پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے نکلے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اونٹ اور گائے میں 7,7 افراد کے شریک ہونے کا حکم دیا۔ (۳)

---

(۱) عَن جَابر قَالَ :ذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ
(صحیح مسلم۔جلد2۔صفحہ956۔حدیث نمبر356)

(۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ :نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ (صحیح مسلم۔جلد2۔صفحہ955۔حدیث نمبر350)

(۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ، كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ (صحیح مسلم۔جلد2۔صفحہ955۔حدیث نمبر351)

ذکر کردہ احادیثِ کریمہ سے واضح ہوا کہ ایک مکمل بڑا جانور (جیسے گائے، اونٹ) ایک فرد کی جانب سے بھی ہوسکتا ہے، لیکن اگر اس میں شرکت کی جائے، تو چونکہ بڑے جانور میں 7 افراد تک کی شرکت، نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، لہذا یہ بالکل جائز ہے۔ البتہ 7 سے زیادہ شریک نہیں ہوسکتے، مثلاً 8 افراد نے مل کر ایک گائے کی قربانی کی، تو اب ہر ایک کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو جائے گا، چنانچہ! کسی ایک کی بھی قربانی جائز نہ ہوگی۔(۱) اسی طرح ہر وہ صورت کہ جس میں کسی ایک فریق کا حصہ ساتویں حصہ سے کم آئے، تو بھی (کسی کی بھی) قربانی نہ ہوگی۔ مثلاً 7 افراد نے مل کر 70 ہزار کی گائے لی، اب ہر شخص کے ذمہ 10 ہزار تھے۔ چنانچہ!

5 افراد نے 10, 10 ہزار ملائے، جبکہ بقیہ 2 شرکاء میں سے ایک نے 15 ہزار اور... دوسرے نے 5 ہزار ملائے، اور 15 ہزار ملانے والے کی نیت، ڈیڑھ حصہ لینے کی ہے، جبکہ 5 ہزار ملانے والا، آدھا حصہ لینے کا خواہش مند ہے، تو اب چونکہ یہ آدھا حصہ، ساتویں حصہ سے کم ہے، لہذا کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی۔ البتہ

اگر رقم کی کمی و بیشی سے صرفِ نظر، ہر ایک فریق پورا حصہ لے، یعنی کسی ایک بھی فریق کا حصہ، ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، جیسے: اکثر طور پر جوائنٹ فیملی وغیرہ میں ہوتا ہے کہ رقم کی کمی و بیشی پر سامنے والا، فریق اپنی طرف سے بقیہ رقم... (یا مکمل طور پر رقم) ملا دیتا ہے، لیکن حصے میں کمی نہیں کی جاتی، لہذا اب یہ بالکل جائز ہے۔

---

(۱) وَإِذَا كَانَ الشُّرَكَاءُ فِي الْبَدَنَةِ أَوْ الْبَقَرَةِ ثَمَانِيَةً لَمْ يُجْزِهِمْ؛ لِأَنَّ نَصِيبَ أَحَدِهِمْ أَقَلُّ مِنْ السُّبُعِ، وَكَذَلِكَ إذَا كَانَ الشُّرَكَاءُ أَقَلَّ مِنْ الثَّمَانِيَةِ إلَّا أَنَّ نَصِيبَ أَحَدِهِمْ أَقَلُّ مِنْ السُّبُعِ (فتاویٰ ھندیہ۔ جلد 5۔ صفحہ 305)

اور جہاں تک بات، چھوٹے جانور کی ہے، جیسے **بکرا بکری، دنبہ، بھیڑ وغیرہ کی قربانی،**

تو عندالاحناف **بالاتفاق**، ان کی قربانی، فردِ واحد (یعنی ایک شخص) کی جانب سے ہی ہوگی، جیسا کہ

فتاویٰ ھندیۃ میں ہے کہ

بکری اور بھیڑ، فقط ایک فرد کی جانب سے کفایت کریں گے، اگرچہ وہ (بکری) 2 بکریوں کے برابر موٹی ہو۔(۱)

مزید ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں،

فقہاء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ بکری، بھیڑ کی قربانی، صرف فردِ واحد کی جانب سے ہوگی۔(۲)

معلوم ہوا کہ چھوٹا جانور (جیسے: بکری و دنبہ وغیرہ) فقط ایک فرد کی جانب سے کفایت کرے گا، زیادہ سے نہیں، چنانچہ

اگر چھوٹے جانور میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوئے، تو کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ چھوٹا جانور کسی کی ایک کی جانب سے کیا جائے لیکن اس کا

---

(۱) (وَأَمَّا قَدْرُهُ) : فَلَا تَجُوزُ الشَّاةُ وَالْمَعْزُ إلَّا عَنْ وَاحِدٍ، وَإِنْ كَانَتْ عَظِيمَةً سَمِينَةً تُسَاوِي شَاتَيْنِ
(فتاویٰ ھندیۃ۔ جلد 5۔ صفحہ 297)

(۲) اتفق الفقهاء على أن الشاة والمعز لا تجوز أضحيتهما إلا عن واحد
(فقہ الاسلامی وادلتہ۔ جلد 4۔ صفحہ 2724)

ثواب، تمام گھر والوں (و دیگر) کو ایصال کر دیا جائے۔ جیسا کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والے بکرے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلے، سیاہی میں بیٹھے، سیاہی میں دیکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تا کہ اس کی قربانی کریں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ (رضی اللہ عنہا) چھری لاؤ، پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو، (آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) میں نے (چھری کو تیز) کر لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری پکڑی اور بکرا پکڑ کر لٹایا، پھر اسے ذبح کیا پھر فرمایا،

بِسْم اللہ الٰہی اسے محمد، و آل محمد وامت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے قبول فرما، پھر اس کی قربانی فرمائی۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ، فَقَالَ لَهَا :يَا عَائِشَةُ، هَلُمِّي الْمُدْيَةَ، ثُمَّ قَالَ :اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ، فَفَعَلَتْ :ثُمَّ أَخَذَهَا، وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، ثُمَّ قَالَ :بِاسْمِ اللهِ، اللهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ ضَحَّى بِهِ (صحیح مسلم۔جلد3۔صفحہ1517 حدیث نمبر19)

درج ذیل احادیثِ کریمہ کی روشنی میں ایک بکری، سارے گھر والوں کی جانب سے کفایت کرے گی؟..یا... نہیں،؟...جیسے

(1) حضرتِ عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام گھر والوں کی جانب سے ایک بکری ذبح فرمایا کرتے تھے۔(۱) اسی طرح

(2) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں،

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سینگوں والے مینڈھے کو ذبح فرمایا، اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے اور میری امت میں سے ان کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکے۔(۲)

جواب:۔ یاد رہے کہ علماء احناف کے نزدیک، ذکر کردہ (اور انہی مفہوم کی دیگر روایات) سے مراد یہ ہے کہ چھوٹے جانور (جیسے بکری..یا.. مینڈھے) کی قربانی، صرف ایک (فرد) کی جانب سے کی جاتی تھی، لیکن اس کا ثواب، سب کو ایصال کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ

امامِ اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

ایک بکری (کی قربانی) صرف ایک فرد کی طرف سے کفایت کرے گی، جبکہ

---

(۱) كَانَ يُضَحِّى بِالشَّاةِ الوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ (صحیح بخاری۔جلد9۔صفحہ79۔حدیث نمبر7210)

(۲) عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى بِكَبْشٍ أَقْرَنَ، وَقَالَ هَذَا عَنِّى، وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِى " مسند احمد.جلد17.صفحہ103.

حدیث کواس کے ظاہری معنیٰ کے برخلاف، ثواب (میں شرکت) پرمحمول کیا جائے گا۔ (۱)

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

اس (حدیث) کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ (یعنی نبی کریم ﷺ) قربانی (اپنی جانب سے) فرماتے تھے، لیکن اس کا ثواب، اپنے اہلِ بیت کے لئے تحفتاً مقرر فرماتے تھے۔ (۲)

خلاصہِ کلام یہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے ہرایک مالکِ نصاب پر (بالشرائط) قربانی واجب فرمائی ہے، فقط ایک جانور، سب کی جانب سے کفایت نہ کرے گا، چنانچہ علماء وصلحاء کے اقوال سے واضح ہوا کہ جن احادیث کریمہ میں ایک بکری سارے گھر والوں کی جانب سے قربانی کا بیان ہے، اس سے مراد، (واجب) قربانی، فردِ واحد کی طرف سے ہوتی تھی، البتہ، اس کے ثواب میں سب کوشریک کردیا جاتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) وقال ..أبوحنيفة :لا تجزء الشاة إلا عن نفس واحدة، والحديث ..تأويله بإشراك الآل فى الثواب خلاف الظاهر (مرعاۃالمفاتیح۔جلد5۔صفحہ76)

(۲) هذا لايدل على وقوعه من الجماعة بل معناه انه كان يضحى ويجعل ثوابه هبة لاهل بيته۔ (البنایہ شرح الہدایۃ۔جلد12 صفحہ16)

قربانی کا افضل دن کونسا ہے ؟

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایامِ نحر 3 دن ہیں اور ان 3 دنوں میں سب سے افضل، **پہلا دن** ہے۔ اور یہی حضرتِ ابنِ عباس و ابنِ عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی قول ہے۔ (عمدۃ القاری۔ جلد 21۔ صفحہ 148)

معلوم ہوا کہ چونکہ پہلے دن قربانی کی زیادہ فضیلت ہے، لہذا اگر کوئی معقول عذر نہ ہو، تو پہلے ہی دن قربانی کی جائے، لیکن!!! آج ہم اپنے معاشرے پر نگاہ دوڑائیں، تو ہمیں بیشمار افراد نظر آئیں گے، جو محض کمیِ قیمت، سستیِ نفس، و دیگر غیر معقول اعذار کی بناء پر، پہلے دن قربانی نہیں کرتے، چنانچہ! پہلے دن کی قربانی کے سبب، آخرت میں ملنے والے بلند درجات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مومن، نیکیوں کے سلسلے میں حریص ہوتا ہے، لہذا اس بارے میں ضرور غور و فکر کرنا چاہئے۔

عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا کیسا ہے ؟..

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

جس نے نماز (عید) سے پہلے قربانی کی، تو وہ اپنی قربانی کا اعادہ کرے۔

(صحیح بخاری۔ جلد 7۔ صفحہ 102۔ حدیث نمبر 5561)

معلوم ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسلسلہ ترتیب، ذبح کو نماز (عید) کے بعد مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ نمازِ عید کے بعد ہی قربانی کی جائے، البتہ! چونکہ گاؤں (دیہات) والوں کے نمازِ عید واجب ہی نہیں، لہذا ان کے حق میں یہ ترتیب ثابت نہ ہوگی۔ (بدائع جلد 5 صفحہ 73)

چوتھے دن قربانی کی شرعی حیثیت ؟...

جائز نہیں، قربانی صرف ایامِ نحر میں جائز ہے، اور ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک ایامِ نحر 3 دن ہیں، جیسا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، (۱)

أيام النحر ثلاثة أفضلها أولها: یعنی ایامِ نحر 3 دن ہیں اور ان میں سب سے افضل، پہلا دن ہے۔

چنانچہ جیسے ہی تیسرے دن سورج غروب ہوگا، ایامِ نحر بھی ختم ہو جائیں گے، لہذا اب اگر کوئی قربانی کرتا ہے، تو قربانی ادا نہ ہوگی، یعنی قربانی کا وجوب ساقط نہ ہوگا۔

اس بارے میں مزید اقوالِ صحابہ وصلحاء ضرور یاد رکھیں،

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

ایامِ نحر 3 دن ہیں اور ان 3 دنوں میں سب سے افضل، پہلا دن ہے۔ یہی حضرتِ ابنِ عباس وابنِ عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی قول ہے۔ (۲)

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

قربانی والے دن کے بعد (مزید) دو دن قربانی (ہوتی) ہے۔ (۳)

---

(۱) ثم يختص جواز الأداء بأيام النحر وهى ثلاثة أيام عندنا قال عليه الصلاة والسلام أيام النحر ثلاثة أفضلها أولها فإذا غربت الشمس من اليوم الثالث لم تجز التضحية بعد ذلك. (المبسوط. جلد12. صفحه9)

(۲) عَن عَليّ رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ أَنه كَانَ يَقُول أَيَّام النَّحر ثَلَاثَة أَيَّام أولهنَّ أفضلهن، وَعَن ابْن عَبَّاس وَابْن عمر رَضِي الله تَعَالَى عَنهُم، قَالَا :النَّحر ثَلَاثَة أَيَّام أَولهَا أفضلهَا. (عمدة القارى. جلد21. صفحه148)

(۳) الاضحى يومانِ بعد يوم الاضحى (مؤطا امام مالک۔ جلد3۔ صفحہ695۔ حدیث نمبر 1774)

مزید امامِ اہلسنت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

عید کے پیچھے تین دن تک قربانی درست ہے، مذہب حنفی میں صرف بارھویں تک قربانی جائز ہے۔ درمختار میں ہے، **تجب التضحية فجر يوم النحر الیٰ اٰخر ايامه وهي ثلثة افضلها اولها** ۔ قربانی کرنا واجب ہے یومِ نحر کی فجر سے ایامِ قربانی کے آخری دن تک، اور وہ تین دن ہیں جن میں سے پہلا افضل ہے۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

کافر۔۔یا۔۔ بدمذھب کا ذبیحہ کیساھے ؟....

ایسا شخص کہ جس کے بنیادی عقائدونظریات میں اتنا فساد وخرابی ہو کہ کسی ضرورتِ دینی کا انکار لازم آئے، مثلاً

فرشتوں، جنات، شیاطین، آسمان، کے وجود کا منکر ہو، اسی طرح، انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات، حشر ونشر، جنت دوزخ، یا دیگر کسی ضروریاتِ دینی کا منکر ہو، تو ایسا شخص اگر چہ بظاہر کتنا ہی متقی وپرہیز گار ہو، وہ کافر ومرتد ہے، چنانچہ

اس کا ذبیحہ، حرام ومردار ہے، البتہ! ایسا بدعقیدہ، جو دین اسلام کی ضروری باتوں سے کسی بات میں شک نہ کرتا ہو، صرف ان سے نیچے درجہ کے عقائد میں اختلاف رکھتا ہو، اسلام کے بنیادی عقائد میں فساد وخرابی نہ ہو، ضروریاتِ دین کا منکر نہ ہو، تو اگر چہ وہ گمراہ ضرور ہے، لیکن کافر ومرتد نہیں، لہذا اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ۔ جلد 27۔ صفحہ 190

(۲) ملخص از فتاویٰ رضویہ۔ جلد 20۔ صفحہ 37

کیا عورت..یا..بچہ، جانور ذبح کرسکتے ھیں؟...

جی ہاں کرسکتے ہیں، بشرطیکہ، وہ ذبح کی شرائط اوراس کے قواعد کاعلم رکھتے ہوں، جیسا کہ بخاری شریف سے ثابت ہے کہ

حضرتِ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی صاحبزادیوں کوحکم دیا کرتے تھے کہ وہ خود جانور ذبح کرے۔(۱)

اسی طرح جب امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ سے اسی حوالے سے پوچھا گیا تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

عورت ولڑکے کا ذبیحہ اگر وہ قواعد وشرائط ذبح سے واقف ہیں اور مطابق شرع ذبح کرسکتے ہیں، بلاریب حلال ہے۔(۲)

چنانچہ معلوم ہوا کہ مسلمان، چاہے عورت ہو..یا..بچہ، ان کا ذبیحہ بالکل صحیح ہے، بشرط یہ کہ ہے کہ وہ شرائطِ ذبح سے واقف ہوکر بمطابقِ شرع ذبح کرے۔

تاہم یہ ضرور یادرہے کہ اگرچہ ان کا ذبیحہ جائز ضرور ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مرد کے مقابل، عورت وبچہ اکثر طور پر، کمزور طبیعت واقع ہوتے ہیں، اس کام میں ماہر نہیں ہوتے ہیں، لہذا

بوقتِ ذبح، صحیح طرح سے ہاتھ نہ چلنے کا زیادہ احتمال ہے اور شائد یہی وجہ ہے

---

(۱) أَمَرَ أَبُو مُوسَى، بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّينَ بِأَيْدِيهِنّ (بخاری شریف۔جلد7صفحہ101)

أَن أَبَا مُوسَى كَانَ يَأْمر بَنَاته أَن يذبحن نسائكهن بأيديهن، وَسَنده صَحِيح وَفِيه أَن ذبح النِّسَاء نسائكهن يجوز إِذا كن يحسنَّ الذّبْح (عمدۃ القاری۔جلد21۔صفحہ155)

(۲) فتاویٰ رضویہ۔جلد20۔صفحہ304

کہ ہمارے معاشرے میں یہ صورت بھی رائج نہیں، بلکہ

اگر مہارت کی بات کی جائے،تو ایامِ قرباں کی حالت ہمارے سامنے ہے کہ جس میں بے شمار اس کام سے ناواقف و ناآشنا افراد، طبع آزمائی کرتے ہوئے میدان عمل میں چلے آتے ہیں۔

جب مرد حضرات کی یہ حالت ہے،تو عورت و بچہ کی کیا حالت ہوگی؟... مختصر یہ کہ اگر بچہ و عورت، اچھے انداز سے ذبح کرنے پر قادر ہوں، (اور دیگر کسی حکمِ شرع کی خلاف ورزی نہ ہو رہی ہو)، تو اب ان کا ذبیحہ بلا کراہت جائز ہے۔تاہم بہتر یہی ہے کہ عورت کسی کو وکالت دے دے۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

رات میں قربانی کرنا کیساهے

رات میں جانور ذبح کرنا خلافِ اولیٰ قرار دیا گیا ہے،، لہذا دن میں قربانی کی جائے کہ دن میں قربانی مستحب ہے، چنانچہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۲)

تاہم یاد رہے کہ یہ ممانعت، تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی کہ اس کے مرتکب کو گناہگار قرار دیا

---

(۳) والسنة للمرأة أن تو كل عنها (فقہ الاسلامی وادلتہ۔جلد4۔صفحہ2736)

(۱) أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُضَحَّى لَيْلًا

(معجم الكبير للطبراني. حديث نمبر11458. جلد11. صفحہ190)

جائے ،(۱) نیز! رات میں قربانی کی ممانعت کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ چونکہ رات کے اندھیرے میں ذبح کرنے میں غلطی کا اندیشہ ہوتا ہے، یعنی جن رگوں کا کاٹنا ضروری ہے، ممکن ہے کہ رات کو اچھی طرح نظر نہ آئے اور پوری طرح نہ کٹ پائے۔ لہذا اسے مکروہ (تنزیہی) قرار دیا گیا ہے۔(۲) لیکن!

ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ دورِ حاضر میں، رات میں، مثلِ نہار، روشنی کا انتظام ممکن ہے اور ہوتا بھی ہے، لہذا اگر فعلِ قربانی، رات میں ہو، تو حکمِ تنزیہی بھی نہ ہونا چاہئے۔

تاہم یہ ضرور یاد رہے کہ یہ ممانعتِ تنزیہی، فقط فعلِ ذبح پر ہے، نہ کہ ذبح شدہ جانور پر۔

بلکہ اگر کسی صحیح ضرورت کے تحت رات میں ذبح کیا گیا، تو ممانعتِ تنزیہی بھی نہ ہوگی، مثلاً اگر صبح تک انتظار کی صورت میں جانور کے مرجانے کا خوف ہو، تو اب رات ہی میں ذبح کیا جائے کہ اب ممانعتِ تنزیہی بھی نہ ہوگی۔(۳)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) أن المستحب أن يكون الذبح بالنهار ويكره بالليل والأصل فيه ما روى عن رسول الله ﷺ أنه نهى عن الأضحى ليلا .... وهو كراهة تنزيه (بدائع الصنائع۔ جلد5۔ صفحہ60)

(۲) (وَكُرِهَ) تَنْزِيهًا (الذَّبْحُ لَيْلًا) لِاحْتِمَالِ الْغَلَطِ (درمختار۔ جلد6۔ صفحہ320)

(۳) (فتاویٰ رضویہ۔ جلد20۔ صفحہ28)

اگر قربانی کا جانور بچہ جن دے تو؟

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر گائے، بچہ جن دے تو؟...

تو حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بچے کو اسی کے ساتھ ذبح کردو۔(۱)

تاہم اس حوالے سے مزید احکام یاد رکھے جائیں

﴿1﴾... اولاً، اسے (بچے کو) اس کی ماں کے ساتھ ذبح کیا جائے۔

﴿2﴾... اگر (ایامِ قربانی میں) ذبح نہیں کیا، تو اسے بیچ کر قیمت صدقہ کردیں، خود استعمال نہیں کرسکتے۔

﴿3﴾... اگر ایامِ قربانی میں بھی ذبح .. یا.. فروخت نہیں کیا، تو اب (قربانی کے دن گزرنے کے بعد) زندہ صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

﴿4﴾... اگر یہ بھی نہ کیا، بلکہ اگلے سال تک اسے پال کر، قربانی کے طور پر ذبح کیا، تو یہ قربانی بھی نہ ہوئی، (اگرچہ نادانی میں کیا) کیونکہ یہ جانور سابقہ قربانی کا حصہ تھا، لہذا اس پر لازم ہے کہ دوسری قربانی کرے، اور اس ذبح شدہ جانور کو صدقہ کرے، بلکہ ذبح کے سبب اس کی قیمت میں جو بھی کمی واقع ہوئی ہے، اتنی رقم بھی صدقہ کرے۔(۲)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) فَإِنْ وَلَدَتْ؟ قَالَ :اذْبَحْ وَلَدَهَا مَعَهَا (سنن ترمذی۔جلد4۔صفحہ90۔حدیث نمبر1503)

(۲) فَإِنْ خَرَجَ مِنْ بَطْنِهَا حَيًّا فَالْعَامَّةُ أَنَّهُ يَفْعَلُ بِهِ مَا يَفْعَلُ بِالْأُمِّ، فَإِنْ لَمْ يَذْبَحْهُ حَتَّى مَضَتْ أَيَّامُ النَّحْرِ يَتَصَدَّقُ بِهِ حَيًّا، فَإِنْ ضَاعَ أَوْ ذَبَحَهُ وَأَكَلَهُ يَتَصَدَّقُ بِقِيمَتِهِ، فَإِنْ بَقِيَ عِنْدَهُ وَذَبَحَهُ لِلْعَامِ الْقَابِلِ أُضْحِيَّةً لَا يَجُوزُ، وَعَلَيْهِ أُخْرَى لِعَامِّهِ الَّذِي ضَحَّى وَيَتَصَدَّقُ بِهِ مَذْبُوحًا مَعَ قِيمَةِ مَا نَقَصَ بِالذَّبْحِ (ردالمحتار۔جلد6۔صفحہ322)

قربانی سے پہلے، جانور سے نفع حاصل کرنا کیسا ہے ؟...

قربانی سے قبل، جانور سے کسی بھی طرح کا نفع اٹھانا جائز نہیں، جیسے جانور پر سوار ہونا.. یا.. اس پر کوئی چیز لادنا.. یا اس جانور کو اجرت پر دینا وغیرہ۔ بلکہ اگر ذکر کردہ امور کی وجہ سے جانور میں جو کچھ بھی کمی آئی، اتنی مقدار میں صدقہ کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح اگر جانور کی اون کاٹ لی.. یا.. دودھ نکالا.. یا.. جانور کو اجرت پر دیا، تو اب اجرت (اسی طرح نکالے گئے گئے دودھ کو) صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جانور سے کسی بھی طرح کا انتفاع جائز نہیں، اگر نفع حاصل کیا، تو اتنی مقدار صدقہ لازم ہے۔ (۱)

☆☆☆☆☆☆☆

جانور کے سامنے چھری تیز کرنا کیسا ہے ؟..

شریعت کو یہ فعل سخت ناپسند ہے، اس عمل سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے، بلکہ یہ فعلِ قبیح، جانور کو بار بار موت دینے کے مترادف قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ

حضرتِ عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

ایک شخص نے بکری کو (بوقتِ ذبح) گرایا ذبح کرنے کا ارادہ کیا، اور (پھر اس وقت) چھری تیز کرنے لگا، تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا تم اسے بار بار موت دینا چاہتے

---

(۱) وَكُرِهَ جَزُّ صُوفِهَا قَبْلَ الذَّبْحِ لِيَنْتَفِعَ بِهِ، فَإِنْ جَزَّهُ تَصَدَّقَ بِهِ، وَلَا يَرْكَبُهَا وَلَا يَحْمِلُ عَلَيْهَا شَيْئًا وَلَا يُؤَجِّرُهَا فَإِنْ فَعَلَ تَصَدَّقَ بِالْأُجْرَةِ ...وَيُكْرَهُ الِانْتِفَاعُ بِلَبَنِهَا قَبْلَهُ كَمَا فِي الصُّوفِ (درمختار۔ جلد6۔ صفحہ329)

ہو؟... جانور گرانے سے پہلے، چھری کو تیز کیوں نہیں کیا؟...(۱)

اسی طرح حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

جنابِ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے، لہذا...

جب تم ذبح کرو تو ذبح بھلائی سے ذبح کرو، تم میں سے ہر ایک اپنی چھری تیز کرلیا کرے اور اپنے ذبیحہ کو راحت دے (۲)

معلوم ہوا کہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل (یعنی جانور کے سامنے چھری تیز کرنے کے عمل کو) کو نہ صرف ناپسند فرمایا ہے، بلکہ جانور سے بھلائی کا حکم بھی فرمایا ہے اور جانور کے ساتھ بھلائی کی کئی صورتیں ہیں: مثلاً

جانور کو ذبح سے پہلے خوب کھلایا پلایا جائے ایک کے سامنے، دوسرے جانور کو ذبح نہ کیا جائے (البتہ اگر جگہ کی تنگی ہو تو حرج نہیں) اس کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے، اسے گھسیٹ کر نہ لے جایا جائے، جان نکل جانے سے پہلے اس کی کھال نہ اتاری جائے، وغیرہ۔(۳)

---

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَضْجَعَ شَاةً يُرِيدُ أَنْ يَذْبَحُهَا وَهُوَ يَحُدُّ شَفْرَتَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَتُرِيدُ أَنْ تُمِيتَهَا مَوْتَاتٍ هَلَّا حَدَدْتَ شَفْرَتَكَ قَبْلَ أَنْ تُضْجِعَهَا
(المستدرک علی الصحیحین للحاکم۔ جلد4 صفحہ257۔ حدیث نمبر7563)

(۲) إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ،...... وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ
(صحیح مسلم۔ جلد3۔ صفحہ1548۔ حدیث نمبر57)

(۳) مرآة المناجیح .جلد5صفحہ968

جانور ذبح کرنے کا مسنون طریقہ

اپنے ہاتھوں سے جانور ذبح کرنا، افضل واولیٰ ہے، تاہم بامرِ مجبوری کسی دوسرے (جیسے قصاب وغیرہ) کو اجازت دے دی جائے، البتہ اگوئی معقول عذر نہ ہو، تو مقامِ ذبح پر موجود رہنا بہتر ہے، بہر حال!

اولاً جانور کو چارہ پانی دے کر اس کی شکم سیری کا انتظام کیا جائے، (بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں) پھر..... اسے بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو (۱) پھر ذابح (ذبح کرنے والا) اپنا سیدھا گھٹنہ، اس کے پہلو پر رکھے اور

بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ پڑھ کر تیزی سے ذبح کریں۔ (۲)

یاد رہے کہ، ذبح کے سلسلے میں کاٹی جانے والی چاروں رگوں (۳) میں سے کم سے کم تین رگوں کا کٹ جانا ضروری ہے، چاروں کٹ جائے تو بہت اچھا ہے، ورنہ جانور حلال ہونے کے لئے اس کی اکثر رگیں (کم ازکم 3 رگیں) کٹنا ضروری ہے، کہ اکثر کُل کے حکم میں ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر چاروں رگوں میں سے ہر ایک رگ کا زیادہ حصہ کٹ جائے، تو

---

(۱) بسا اوقات، بوقتِ ذبح جانور گرانے کی صورت میں، اس کا منہ قبلہ رخ نہیں ہوتا، چنانچہ، پھر اسے گھسیٹ کر قبلہ رخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس فعل سے چونکہ جانور کو اذیت ہوتی ہے، بالخصوص، جبکہ پتھریلی زمین ہو، لہذا جانور کو گرانے سے پہلے ہی قبلہ رُخ کا تعیُّن کر لیا جائے۔

(۲) اتنی آواز سے پڑھنا کہ پڑھنے والے کے اپنے کان سن لیں، لازم ہے، بشرطیکہ پڑھنے والا، بہرا... یا.. اونچا سننے والا نہ ہو اور نہ ہی اطراف میں بہت شور ہو۔ اگر یہ اعذار ہوں، تب بھی اتنی آواز سے پڑھنا لازم ہے کہ اگر عذر ختم ہو جائے تو اپنے کان آواز سن لیں۔

(۳) حلقوم... یعنی سانس کی رگ مَرِی... یعنی غذا کی رگ وَدَجَین... یعنی خون کی روانی کی دو رگیں۔

بھی جانور حلال ہو جائے گا۔، البتہ اگر آدھی آدھی رگیں کٹی، جبکہ آدھی باقی ہیں، تو جانور حلال نہ ہوگا۔(۱)

ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لاشَرِیْکَ لَہ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللہِ اَللہُ اَکْبَرُ (۲)

اگر قربانی اپنی طرف سے ہوتو ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلَ مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (۳)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) وَالْعُرُوقُ الَّتِی تُقْطَعُ فِی الذَّکَاۃِ أَرْبَعَۃٌ :الْحُلْقُومُ وَھُوَ مَجْرَی النَّفَسِ، وَالْمَرِیءُ وَھُوَ مَجْرَی الطَّعَامِ، وَالْوَدَجَانِ وَھُمَا عِرْقَانِ فِی جَانِبَیْ الرَّقَبَۃِ یَجْرِی فِیھَا الدَّمُ، فَإِنْ قُطِعَ کُلُّ الْأَرْبَعَۃِ حَلَّتْ الذَّبِیحَۃُ، وَإِنْ قُطِعَ أَکْثَرُھَا فَکَذَلِکَ عِنْدَ أَبِی حَنِیفَۃَ -رَحِمَہُ اللَّہُ تَعَالَی .... -لِمَا أَنَّ لِلْأَکْثَرِ حُکْمَ الْکُلِّ (فتاویٰ ہندیہ۔جلد5۔صفحہ287)

(۲) ترجمہ: میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے، ایک اسی کا ہو کر، اور میں مشرکوں میں نہیں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں، میرا جینا، مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب (ہے) سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں ہوں، الٰہی یہ تیری توفیق سے ہے اور تیرے لیے ہے اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ سب سے بڑا ہے۔

(۳) اے اللہ، تو مجھ سے (اس قربانی کو) قبول فرما جیسے: تو نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول فرمائی۔

ایک ضروری وضاحت:۔

بعدِ ذبح، اتنا انتظار کیا جائے کہ جانور کے تمام اعضاء ٹھنڈے اور پرسکون ہوجائیں، تاکہ اس کے سارے بدن سے جان نکل جائے، (ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا، حرام مغز نکالنا مکروہ ہے،)

بلاوجہ، کوئی بھی ایسا فعل اختیار کرنا کہ جو جانور کے درد میں اضافے کا سبب بنے، (اور بوقتِ ذبح، اس کی ضرورت بھی نہ ہو)، مکروہ ہے، (۱)

اس اصولِ شرع سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ فی زمانہ ہمارے ہمارے معاشرے میں اونٹ کو 3 جگہ سے کاٹے جانے کا جو تصور ہے، وہ بھی بالکل خلافِ شرع ہے، اگرچہ خلافِ سنت طریقے پر عمل کرتے ہوئے جانور ذبح کرنے سے، جانور حلال ہوجاتا ہے۔ لیکن

چونکہ اس فعلِ قبیح سے جانور اذیت میں مبتلاء ہوتا ہے، لہذا اچنا چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

اونٹ کی قربانی کا طریقہ

صحابہِ کرام علیہم الرضوان، اونٹ کو کھڑا کرکے اس کے اگلے گھٹنے کو باندھ کر نحر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ، اونٹ کی قربانی کا سنت طریقہ، **نحر** ہی ہے، (۲) یعنی اونٹ

---

(۱) وَكُلُّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ لِأَنَّهُ تَعْذِيبُ الْحَيَوَانِ بِلَا ضَرُورَةٍ، وَالْحَاصِلُ أَنَّ كُلَّ مَا فِيهِ زِيَادَةُ أَلَمٍ لَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الذَّكَاةِ مَكْرُوهٌ، (فتاویٰ ھندیہ۔ جلد5۔ صفحہ288)

(۲) أن أصحاب النبی علیه الصلاة والسلام ورضی الله عنهم کانوا ینحرون الإبل قیاما معقولة الید الیسری فدل ذلک علی أن النحر فی الإبل هو السنة (بدائع الصنائع۔ جلد5۔ صفحہ41)

کو کھڑا کر کے، اس کے الٹے گھٹنے کو باندھ کر دو دھاری خنجر کو اس کے حلق اور سینے کے ملنے کی جگہ سے اندر داخل کر کے، تھوڑا سا دائیں بائیں گھمائیں، چنانچہ اس سے اس کی ساری رگیں کٹ جائیں گی اور تیزی سے خون خارج ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ذبح سے متعلق چند لائقِ توجہ امور۔

﴿1﴾... جانور پر چھری پھیرتے وقت، چھری پر ہاتھ رکھنے والے تمام افراد پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ سب فعلِ ذبح میں شریک ہے، اگر کسی ایک نے بھی بالقصد نہ پڑھا.. یا.. یہ خیال کر کے نہ پڑھا کہ دوسرے کا پڑھنا کافی ہوگا، اب مجھے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں، تو..... **ایسی صورت میں جانور حرام ہو جائے گا۔**(۱)

﴿2﴾... بوقتِ ذبح، قربانی کرنے والے کو بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ کہنا ضروری ہے، نیت کی دعا پڑھنا لازم نہیں۔ محض دل میں قربانی کا ارادہ ہی کافی ہے۔(۲)

﴿3﴾... دل میں پڑھنا کافی نہیں ہے، بلکہ زبان سے تلفظ کی ادائیگی ضروری ہے، چنانچہ! زبان سے پڑھا جائے، بلکہ اگر جانور، قصائی سے ذبح کروایا جائے، تو اسے کچھ بلند آواز سے بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ پڑھنے کی تلقین کریں تا کہ کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔

---

(۱) أَرَادَ التَّضْحِيَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ مَعَ يَدِ الْقَصَّابِ فِي الذَّبْحِ وَأَعَانَهُ عَلَى الذَّبْحِ سَمَّى كُلٌّ وُجُوبًا، فَلَوْ تَرَكَهَا أَحَدُهُمَا أَوْ ظَنَّ أَنَّ تَسْمِيَةَ أَحَدِهِمَا تَكْفِي حُرِّمَتْ (درمختار۔جلد6۔صفحہ334)

(۲) ویکفیه أن ینوی بقلبه ولا یشترط أن یقول بلسانه ما نوی بقلبه (بدائع الصنائع۔جلد5۔صفحہ71)

﴿4﴾... اگر بوقتِ ذبح، بسم اللہ پڑھنا ہی بھول گیا، اور ذبح کرلیا، تو یہ حلال ہے۔ (۱)

﴿5﴾... بوقتِ ذبح، تمام شرکاء کے نام لینا ضروری نہیں، البتہ! ذابح (ذبح کرنے والا)، تمام شرکاء کی جانب سے ذبح کرنے کا خیال دل میں رکھے۔ بالفرض!

اگر وقتِ ذبح، نیت کا خیال ہی نہ رہا، تو چونکہ جانور، قربانی کی نیت سے خریدا گیا ہے، لہذا قربانی ہوجائے گی۔ (۲)

﴿6﴾... ذبح کے وقت، ذبح کرنے والے کا منہ، قبلہ رو ہونا سنت ہے۔ بلا عذر رخ پھیرنے سے بچا جائے۔ (۳)

﴿7﴾... جانور حلال ہونے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرنا ضروری ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی بھی نام سے جانور ذبح کیا، تو وہ حلال ہوجائے گا، لیکن بوقتِ ذبح، **بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کہنا سنت ہے،

﴿8﴾... ذبح کرنے والا مسلمان ہو، کافر و مرتد نہ ہو کیونکہ ان ذبیحہ، حرام و مردار ہے۔

﴿9﴾... ذبح کرنے والا عاقل (عقل و شعور والا) ہو، چنانچہ! پاگل مجنون، چھوٹے ناسمجھ بچے کا ذبیحہ درست نہیں، البتہ اگر چھوٹا بچہ ذبح پر قدرت رکھتا ہو اور شرائطِ ذبح سے واقف بھی ہو، تو اب جائز ہے۔ (۴)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) وَإِنْ تَرَكَهَا نَاسِيًا تَحِلُّ فتاویٰ ھندیہ۔جلد5۔صفحہ288

(۲) ذَبَحَ الْمُشْتَرَاةَ لَهَا بِلَا نِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ جَازَتْ اكْتِفَاءً بِالنِّيَّةِ عِنْدَ الشِّرَاءِ، (فتاویٰ ھندیہ۔جلد5۔صفحہ294)

(۳) أن يكون الذابح مستقبل القبلة (بدائع الصنائع۔جلد5۔صفحہ60)

(۴) درمختار۔جلد6۔صفحہ301...296

حلال جانور کے کون کون سے اعضاء کھانا جائز نہیں؟....

حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی 7 چیزیں مکروہ قرار دیتے تھے۔(۱)

﴿1﴾... **پتا**، (جگر کے نیچے چھوٹی تھیلی کہ جس میں کڑوا (زرد) پانی جمع ہوتا ہے۔)

﴿2﴾... **مثانہ**، (پیشاب جمع ہونے کی جگہ)

﴿3﴾... **نر اور**

﴿4﴾... **مادہ کی شرم گاہ**

﴿5﴾... **خصیتین**، (جسے عرفِ عام میں کپوروں سے تعبیر کیا جاتا ہے)

﴿6﴾... **غدود**، (جانور کی گردن، حلق، چربی میں سرخ مٹیالے رنگ کی گلٹیاں۔

﴿7﴾... **بہتا خون....**

علماءِ اسلام فرماتے ہیں کہ

ان ذکر کردہ ممنوعہ اعضاء کو، مقامِ نجاست... یا... اتصالِ نجاست کی وجہ سے، طبیعتِ سلیمہ کراہت و ناپسند کرتی ہے، چنانچہ

اسی علت کے پیشِ نظر، فقہاءِ اسلام نے دیگر ان اعضاء کو بھی منع فرمایا ہے کہ جس سے انسانی طبیعت کراہت محسوس کرے، چنانچہ

امامِ اہلسنت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے، مذکورہ 7 اعضاء پر قیاس

---

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا :الْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، والمحياة، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ، (معجم الاوسط۔جلد9۔صفحہ181۔حدیث نمبر9480)

کرتے ہوئے دیگر نا جائز اعضاء بھی بیان فرمائے ہیں، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے،

رگوں کا خون، دل کا خون،، تلی کا خون، جگر کا خون، حرام مغز، گردن کے دو پٹھے، جو شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں۔ گوشت کا وہ خون، جو بعد ذبح گوشت میں سے خارج ہوتا ہے۔ اسی طرح۔ نطفہ، چہ جائیکہ وہ نطفہ، خون.. یا.. گوشت کا لوتھڑا بن گیا ہو.. یا.. پورا جانور بن گیا، لیکن مردہ نکلا، یا بے ذبح مر گیا۔

اسی طرح ناک کی رطوبت (یہ بھیڑ میں بکثرت ہوتی ہے)۔ گوبر وینگنی کے خارج ہونے کے مقام، آنتیں، مادہ کے پیٹ سے نکلنے والا مردہ بچہ۔ اور اوجھڑی۔

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد 20 صفحہ 240.241)

ذکر کردہ تمام اعضاء کا کھانا جائز نہیں، تاہم فی زمانہ **اوجھڑی** کے مسئلے میں بعض جید علماء اسلام، حرج و ابتلائے عام کے سبب، مائل بہ حکمِ جواز ہیں، چنانچہ

اگر کوئی شخص، ان (جید علماءِ اسلام) کے قول کو اختیار کرتے ہوئے عمل کرے، تو اب اس (شخص) پر طعن و تشنیع درست نہ ہوگی۔ واللہ اعلم ورسولہ اعلم بالصواب

اوجھڑی اور بٹ میں فرق

بعض افراد ان دونوں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے، یعنی اوجھڑی کو بٹ اور... بٹ کو اوجھڑی سے تعبیر کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں، علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ اوجھڑی وہ حصہ بدن ہوتا ہے کہ جس میں نجاست ہوتی ہے، جبکہ بٹ، ایک ایسی موٹی سفید جِھلی (موٹی تہہ) ہے، جو اوجھڑی کے باہر والے حصے سے چمٹے ہوتا ہے اور چونکہ یہ اوجھڑی کے بیرونی حصہ سے متصل ہوتے ہیں، لہذا یہ بالکل جائز ہے۔

قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا کیسا ہے؟...

افضل واولیٰ یہی ہے کہ گوشت کے 3 حصے کر کے، ایک حصہ اپنے، اپنے اہل خانہ کے لئے، دوسرا حصہ دوست احباب رشتہ دار کے لئے جبکہ تیسرا حصہ غرباء میں تقسیم کیا جائے بلکہ اگر انسان صاحبِ ثروت ہو، تو زیادہ سے زیادہ گوشت تقسیم کر کے، اپنے لئے آخرت میں بڑے پیمانے پر ذخیرۂ ثواب کی کوشش کرے کیونکہ................ یہ حقیقت ہے کہ صاحبِ استطاعت کے لئے بروقت اس (گوشت) کا حصول مشکل نہیں ہوتا، جبکہ فقراء وغرباء، اکثر وبیشتر (کئی کئی دن تک) اس نعمت سے محروم ہوتے ہیں، لہذا اگر اللہ رب العزت نے توفیق عطا فرمائی ہے، تو وسعتِ قلبی کے ساتھ، خلقِ خدا میں اسے (گوشت کو) تقسیم کریں البتہ.... اگر قربانی کرنے والا فی الوقت مالدار نہ ہو، تو اب اس کے لئے افضل صورت اس کے برعکس ہے، یعنی اب بہتر یہ ہے کہ اس تمام گوشت کو اپنے، اپنے اہل خانہ کے لئے رکھے، (گوشت کے سلسلے میں) ان کو وسعت دے کیونکہ دوسروں کے مقابل، اس کی، اس کے اہل خانہ کی حاجت مقدم ہے، جیسا کہ رحمتِ دوعالم ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے آپ سے شروع کرو، پھر دوسروں کو دو۔(۱) مزید اسی مفہوم کی ایک حدیث ،مسلم شریف میں بھی ذکر ہے،(۲)

خلاصہ یہ ہے کہ گوشت ذخیرہ کرنے میں حرج نہیں، لیکن صاحب استطاعت کے لئے زیادہ سے زیادہ تقسیم کرنا افضل، جبکہ جس کے لئے وسعت نہ ہو، تو اس کے لئے، سارا گوشت رکھنا افضل ہے۔

---

(۱) ابداء بنفسک ثم بغیرک (بدائع الصنائع۔ جلد5 صفحہ81) (۲) صحیح مسلم۔ جلد2۔ صفحہ96۔ حدیث نمبر41

کافر کو گوشت دیناکیساھے ؟

یاد رہے کہ عندالشرع قربانی (بالشرائط) واجب ضرور ہے،لیکن اس کے گوشت کی تقسیم واجب نہیں، بلکہ یہ ایک استحبابی عمل ہے، چنانچہ

جس طرح قربانی کا گوشت، بلاتفریق، امراء وغرباء کودینا جائز ہے، اسی طرح مسلم وکفار کو دینا بھی جائز ہے۔تاہم!

افضل واولیٰ یہی ہے کہ ضرورت مند مسلمانوں میں اس کی تقسیم کی جائے، ہاں! اگرکوئی شرعی فقیر قربانی کرے،تواب کفار کودینا جائز نہیں، جیسا کہ

امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا،تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ.....

قربانی اگر فقیر نے کی ہو،تو اس کا گوشت کسی کافر کو دینا جائز نہیں، اگر دے گا تو اتنے گوشت کا تاوان دینالازم ہوگا اور اگر غنی (صاحبِ استطاعت) نے کی تو ذبح کرنے سے اس کا واجب ادا ہوگیا، گوشت کا اسے اختیار ہے مگر مستحب یہ ہے کہ

اگراس کے تین حصے کرلے، ایک حصہ اپنے لئے، ایک عزیزوں خویشوں کے لئے، ایک تصدق کے لئے، یہاں کے کفار کو دینا ان تینوں مدوں سے خارج ہے۔لہذا انھیں دینا خلاف مستحب ہے۔اوراپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ کر دینا حماقت ہے۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) فتاویٰ رضویہ۔جلد20۔صفحہ454

کیا قربانی کے جانور میں عقیقہ کیا جاسکتا ہے؟..

جی ہاں، کیونکہ جس طرح قربانی سے مقصود، تقرب الی اللہ ہوتا ہے، اسی طرح عقیقہ یعنی **"اولاد کی نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کے حضور، بطورِ اظہارِ تشکر (بالشرائط) جانور ذبح کرنا"** (۱) یہ بھی تقرب ہی کی صورت ہے، چنانچہ

یہ بالکل جائز ہے، بلکہ قربانی کے جانور میں نہ صرف عقیقہ، بلکہ ہر ایسا عمل، جو معنیٰ تقرب پر دلالت کرے، جائز ہے، مثلاً

دَمِ اِحصار.. احرام میں شکار کرنے کی جزا... سر منڈانے کی وجہ سے واجب دَم... یا... تمتع وقران کا دَم، وغیرہ...... (۲)

حاصل کلام یہ ہے کہ عقیقہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے حصولِ قرب کا ذریعہ ہے، لہذا قربانی کے جانور میں عقیقہ کرنا بالکل جائز ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) وَالْعَقِيقَةُ فِى الاِصْطِلاَحِ مَا يُذَكَّى عَنِ الْمَوْلُودِ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى بِنِيَّةٍ وَشَرَائِطَ مَخْصُوصَة
(موسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ جلد 30۔ صفحہ 276)

(۲) أَنَّ الشَّرْطَ قَصْدُ الْقُرْبَةِ مِنْ الْكُلِّ،........، وَشَمِلَ مَا لَوْ كَانَتْ الْقُرْبَةُ وَاجِبَةً عَلَى الْكُلِّ أَوْ الْبَعْضِ اتَّفَقَتْ جِهَاتُهَا أَوْ لَا كَأُضْحِيَّةٍ وَإِحْصَارٍ وَجَزَاءِ صَيْدٍ وَحَلْقٍ...... لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْ الْكُلِّ الْقُرْبَةُ، وَكَذَا لَوْ أَرَادَ بَعْضُهُمْ الْعَقِيقَةَ عَنْ وَلَدٍ
(درمختار۔ کتاب الاضحیۃ۔ جلد 6۔ صفحہ 326)

بزرگانِ دین، مرحومین امتِ مسلمہ کے ایصالِ ثواب کی نیت سے قربانی کرنا کیسا ہے ؟...

یہ نہ صرف جائز، بلکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ بھی ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والے بکرے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلے، سیاہی میں بیٹھے، سیاہی میں دیکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تا کہ اس کی قربانی کریں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ (رضی اللہ عنہا) چھری لاؤ، پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو، (آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) میں نے (چھری کو تیز) کرلیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری پکڑی اور بکرا پکڑ کر لٹایا، پھر اسے ذبح کیا پھر فرمایا،

بِسْم اللہ الٰہی اسے محمد، وآلِ محمد وامتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے قبول فرما، پھر اس کی قربانی فرمائی۔ (۱)

لہذا اگر استطاعت ہو، تو ضرور اس کا اہتمام کیا جائے، بلکہ اگر وسعت وہمت ہو، تو ایک قربانی جنابِ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ضرور کی جائے، انشاءاللہ العزیز دنیا وآخرت میں، بیشمار برکات کا ظہور ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆

---

(۱) عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ، فَقَالَ لَهَا :يَا عَائِشَةُ، هَلُمِّي الْمُدْيَةَ، ثُمَّ قَالَ :اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ، فَفَعَلَتْ :ثُمَّ أَخَذَهَا، وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، ثُمَّ قَالَ :بِاسْمِ اللهِ، اللهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ ضَحَّى بِهِ (صحیح مسلم۔جلد3۔صفحہ1517حدیث نمبر19)

بڑے جانور (جیسے گائے اونٹ) کی مشترکہ قربانی میں گوشت، اندازے سے سب کو تقسیم کیا جاسکتا ہے ؟..

یہ جائز نہیں، کیونکہ شریعت کا ضابطہ ہے کہ جب بھی ہم جنس (۱) موزونی (۲) چیزوں کا باہمی تبادلہ کیا جائے، تو ہاتھوں ہاتھ اور برابر برابر ہونا ضروری ہے، ورنہ یعنی ادھار.. یا.. کمی وبیشی کی صورت میں سود کا معنیٰ ثابت ہوتا ہے، جو حرام قرار دیا جائے گا، چنانچہ

گوشت، چونکہ موزونی چیز ہے، اس کی لین دین، وزن سے ہوتی ہے، اسی طرح تقسیم کرتے وقت باہمی لین دین کا تصور بھی پایا جاتا ہے، لہذا

اگر اسے اندازے سے تقسیم کیا گیا، تو یقینی بات ہے کہ ہر ایک شریک کو بالکل پرفیکٹ حصہ ملے، یہ ممکن نہیں، یعنی کچھ نہ کچھ، کمی وبیشی ضرور ہوگی اور یہ معناً سود ہے، جائز نہیں۔ نیز ایسے موقع پر، گوشت کی تقسیم میں کمی وبیشی پر باہمی معاف کرنے کا بھی شرعاً کوئی تصور نہیں کیونکہ

اگر چہ گوشت، تمام شرکاء کا حق ضرور ہے، لیکن اس کی (تمام شرکاء میں) برابر برابر تقسیم، شریعت کا حق ہے۔ چنانچہ

معلوم ہوا کہ (گوشت کی کمی وبیشی پر) ایک دوسرے کو معاف کرنے کی صورت بھی درست نہیں۔

---

(۱) (یعنی ایک جیسی اشیاء)

(۲) یعنی، جن چیزوں کی لین دین، وزن سے ہوتی ہو

اسی طرح سارا گوشت، کسی ایک کو بطورِ تحفہ دے کر اسے مالک بنا دینا، پھر اس کی جانب سے سب کو اندازے سے تقسیم کرنے کا حیلہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ یہ بھی شریعت کا قاعدہ ہے کہ

جب چند لوگ، کسی شے میں شریک ہوں، تو جب تک وہ شے ان سب میں تقسیم نہ ہو جائے، کسی کو تحفہ نہیں کر سکتے۔

اس ساری گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ قربانی کے گوشت کو وزن سے ہی تقسیم کیا جائے گا، نہ یہ کہ حکمِ شرع کی خلاف ورزی کر کے اندازے سے۔

تاہم ایک، متحقق، حقیقت یہ بھی ہے کہ ان ایام میں بے شمار جانوروں کی قربانی کی وجہ سے ہر ایک کا حصہ تولنا، یقیناً بیحد مشکل مرحلہ ہوتا ہے، چنانچہ

علماء احناف نے اس امتِ مسلمہ کو اس مشکل مرحلے سے نکالنے کے سلسلے میں بے حد آسان، طریقہ عنایت فرمایا ہے، اور وہ یہ ہے کہ

اولاً گوشت کو 7 حصوں میں اندازے سے تقسیم کر دیا جائے، پھر....

ہر حصے میں، گوشت کے علاوہ کوئی دوسری جنس ملا دی جائے، مثلاً: پائے، سری، بھیجہ کھال وغیرہ،

ذکر کردہ اشیاء کا شمار، گوشت کے علاوہ جنس میں ہوتا ہے، لہذا 7 حصوں میں اندازے سے تقسیم کیا گیا گوشت، اب ہم جنس نہ رہا،

بلکہ مختلف اجناس (گوشت + سری ہائے وغیرہ) کا مجموعہ ہو گیا، جبکہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ ممانعت، ہم جنس اشیاء کی باہمی لین دین میں کمی وبیشی پر تھی، چنانچہ!!!

ایسی صورت میں اب سود کا معنیٰ بھی ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں ہم وزن گوشت، ایک دوسرے کے مقابل، جبکہ کمی وبیشی، سری پائے وغیرہ کے مقابل قرار دیے جائیں گے۔ مزید یہ بھی یاد رہے کہ

گوشت کی تقسیم مطلوبِ شرع نہیں، لیکن اگر تقسیم کیا جائے، تو برابر برابر، تقسیم لازمی ہے، چنانچہ

اگر شرکاءِ قربانی ایک ہی جگہ رہتے ہوں، ایک ساتھ کھاتے پیتے ہوں، (جیسے: جوائنٹ فیملی وغیرہ) اور سب نے مل کر ایک گائے کی قربانی کی، تو اب گوشت، تول کر تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ (۱)

☆☆☆☆☆☆☆

یکم تا 10 ذی الحجۃ بال و ناخن کاٹنا کیسا ہے۔؟...

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ جو قربانی کا ارادہ رکھے، وہ پہلی سے لیکر 10 ذی الحجۃ تک بال و ناخن نا کاٹے۔ (۲)

علماءِ اسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ ایک استحبابی عمل ہے، فرض یا واجب نہیں، لہذا اگر کوئی کاٹ بھی لے، تو گناہگار نہ ہوگا، ہاں افضل یہی ہے کہ ان ایام میں نہ کاٹے۔ مزید یہ مفہومِ حدیث بھی یاد رکھیں کہ

---

(۱) ملخص از عیدِ قربان، زینت الفقہاء استاذ العلماء مفتی محمد اکمل مدنی مدظلہ العالی، بحوالہ البنایۃ جزء 12۔ صفحہ 19۔ مجمع الانہر۔ جزء 2۔ صفحہ 517۔ ردالمحتار جزء 6 صفحہ 317

(۲) مَنْ رَأَى هِلَالَ ذِي الحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ، وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ ترمذی۔ حدیث 1523

ایک بار، ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کسی نے ایک جانور رکھوایا ہوا ہے، لیکن میرا کوئی جانور نہیں، تو کیا میں اس جانور کو ذبح کرلوں،؟..

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

نہیں (یعنی وہ ایک امانت ہے اس کی قربانی نہ کرو) بلکہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنے بال وناخن ترشواؤ وغیرہ، اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہوجائے گی۔(۱)

ذکر کردہ دونوں احادیثِ کریمہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ قربانی کرنے والے افراد ہوں.. یا.. ان کے علاوہ دیگر وہ افراد جو قربانی پر قادر نہ ہوں، دونوں کے لئے یکم ذی الحجۃ سے دس ذوالحجۃ تک بال وناخن نا کاٹنا، بہتر عمل ہے۔(۲)

تاہم! یہ مسئلہ بھی ضرور پیش نظر رکھا جائے کہ ایسا استحبابی حکم کہ جس پر عمل کی صورت میں کسی مکروہ تحریمی فعل کا ارتکاب لازم آئے، تو اب اس مستحب عمل سے بچنا واجب ہے، جیسے:

ازروئے شرع، غیر ضروری بال وناخن کی صفائی 40 دن سے پہلے کرنا لازم ہے، اس میں تاخیر نہیں کرسکتے اگر (تاخیر) کی، تو مکروہ تحریمی کے سبب گناہ گاری ثابت

---

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ، فَقَالَ الرَّجُلُ :أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيحَةً أُنْثَى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ :لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ، وَتُقَلِّمُ أَظْفَارَكَ، وَتَقُصُّ شَارِبَكَ، وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَذَلِكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

(نسائی شریف، حدیث نمبر 4365۔ جلد 7۔ صفحہ 212)

(۲) غریب آدمی اس عشرہ میں حجامت نہ کرائے، بقرعید کے دن بعد نماز عید حجامت کرائے تو ان شاء اللہ قربانی کا ثواب پائے گا (مرآۃ۔ صفحہ 704)

ہوگی۔لہذا بالفرض اگر کسی شخص نے 31 دن تک بال و ناخن نا کاٹے، حتیٰ کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آ گیا، تو اب اگر یہ شخص قربانی کے ثواب کے حصول کی نیت سے مزید 10 دن بال و ناخن نا کاٹے گا، تو یہ یقینی معاملہ ہے کہ اس کے حق میں 40 دن سے تجاوز کر جائیں گے، جو شرعاً جائز نہیں، لہذا ایسے افراد پر لازم ہے کہ وہ اس استحبابی حکم کو ترک کرتے ہوئے، مکروہ تحریمی فعل سے بچے... یا.. یہ نوبت ہی نہ آنے دی جائے کہ اس عشرے (یکم تا 10 ذی الحجہ) میں اس مستحب حکم پر عمل کرنا اس کے لئے مکروہ تحریمی کا سبب بنے۔ چنانچہ

جب اسی حوالے سے امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا تو

آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

یہ حکم صرف استحبابی ہے کرے تو بہتر ہے نہ کرے تو مضائقہ نہیں، نہ اس کو حکم عدولی کہہ سکتے ہیں نہ قربانی میں نقص آنے کی کوئی وجہ، بلکہ اگر کسی شخص نے دن سے کسی عذر کے سبب خواہ بلا عذر ناخن تراشے ہوں نہ خط بنوایا ہو کہ چاند ذی الحجہ کا ہو گیا تو وہ اگر چہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس مستحب پر عمل نہیں کر سکتا اب دسویں تک رکھے گا تو ناخن و خط بنوائے ہوئے اکتالیسواں دن ہو جائے گا، اور چالیس دن سے زیادہ نہ بنوانا گناہ ہے۔ فعل مستحب کے لئے گناہ نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ رضویہ۔جلد 20۔صفحہ 67)

خلاصہ یہ ہے کہ قربانی کرنے والے افراد ہوں.. یا.. ان کے علاوہ دیگر افراد، دونوں کے لئے یکم ذی الحجہ سے دس ذوالحجہ تک بال و ناخن نا کاٹنا بہتر ہے، تاہم ثواب کے حصول میں یہ خیال ضرور رکھا جائے کہ اس عمل کی وجہ سے مکروہ تحریمی کے مرتکب نہ ہو جائیں۔

عید کے دن کلیجی سے کھانے کی ابتداء کرنا کیساھے ؟

بعض لوگ، عیدالاضحیٰ کے دن، جب تک قربانی نہ ہو، کچھ بھی نہ ہیں کھاتے اوراسے روزے سے تعبیر کرتے ہیں، اسی طرح قربانی کے گوشت...یا...اس کی کلیجی سے کھانے کی ابتداء کرنا اوراسی ابتدا کو افطار سے تعبیر کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟..

عید کے دن محض کچھ دیر کھانے پینے سے رک جانے کا نام حقیقتاً شرعاً روزہ نہیں، لہذا اسے روزے سے منسوب کرنا بھی درست نہیں، شریعت مطہرۃ نے اسے عید کا دن قرار دیا ہے، لہذا اسے عید ہی سے منسوب کیا جائے گا کسی دوسرے نام سے اسے موسوم نہیں کر سکتے، البتہ لوگوں کا اسے روزے سے تعبیر کرنا درست نہیں، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ جب تک قربانی نہ ہو، تب تک کھانے پینے سے اجتناب،، مستحب ہے، جیسا کہ روایات سے ثابت ہے کہ

نبی کریم ﷺ عیدالاضحیٰ میں جب تک جانور ذبح نہ ہوتا، تو آپ ﷺ کچھ تناول نہ فرماتے تھے، اور جب آپ ﷺ (جانور ذبح ہونے کے بعد) تناول فرماتے، تو ابتدا کلیجی سے فرماتے تھے۔(۱)

لیکن یہ یاد رہے کہ شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ یہ ایک استحبابی معاملہ ہے فرض..یا. واجب نہیں، لہذا اگر اس پر عمل نہ بھی ہو، تو کوئی حرج نہیں، چنانچہ

---

(۱) عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ لَمْ يَخْرُجْ حَتَّى يَأْكُلَ شَيْئًا ,وَإِذَا كَانَ الْأَضْحَى لَمْ يَأْكُلْ شَيْئًا حَتَّى يَرْجِعَ ,وَكَانَ إِذَا رَجَعَ أَكَلَ مِنْ كَبِدِ أُضْحِيَّتِهِ

(سنن الكبرىٰ. حديث نمبر6161. جلد3. صفحه401)

قربانی سے پہلے کچھ کھالیا۔۔یا۔۔ کلیجی کے علاوہ کسی اور چیز سے ابتداء کی، تو گناہ گاری ثابت نہ ہوگی، ہاں! افضل یہ ہے کہ جب تک قربانی نہ ہو، تب تک دونوں ،یعنی قربانی کرنے والے اور قربانی نہ کرنے والے، کچھ نہ کھائے پیئے۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

عید کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟..

شریعتِ اسلامیہ نے تقاضہ فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے، اظہارِ مسرت کے سلسلے میں بھی چند خاص دنوں کو مقرر فرمایا ہے، انہیں دنوں میں سرفہرست عید الفطر اور عید الاضحیٰ بھی ہے، ان ایام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ روزہ جو ایک عبادت ہے، اس کے باوجود، خود شریعت مطہرہ نے عید کے دن روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن روزہ رکھنے منع فرمایا ہے۔ (بخاری شریف حدیث نمبر 1991۔جلد 3۔صفحہ 42)

معلوم ہوا کہ حدیثِ کریمہ میں ممانعت آئی ہے، لہذا عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ایامِ انبساط ہے، خوشی کے دن، ہیں، کھانے پینے کے دن ہیں، اللہ عزوجل کی طرف سے بندوں کی دعوت کے دن ہیں، اور یقیناً یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے، لہذا ان ایام کو ضرور بالضرور، اظہارِ خوشی میں گزار کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے۔ نہ یہ کہ اللہ رب العزت کی ضیافت سے اعراض کیا جائے۔

---

(۱) یندب تاخیر اکلہ عنہا وان لم یضح ولو اکل لم یکرہ (درمختار۔باب العیدین۔جلد 2۔صفحہ 176)

قربانی کا کھالوں کا کیا حکم ہے ؟...

قربانی کی کھالیں (اسی طرح جھول، رسی، گلے میں ڈالا جانے والا ہار وغیرہ)، چونکہ صدقہ نافلہ میں داخل ہیں، لہذا ہر طرح کے نیک کام میں اسے خرچ کر سکتے ہیں، مثلا! مساجد، مصارف مدارس، جیسے تنخواہ مدرسین وخوراک طلباء وغیرہ اسی طرح گوشت کی مثل، امراء وغرباء، الغرض! ہر طرح کے کارِ خیر میں صرف کر سکتے ہیں،

چنانچہ جب امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ سے کھالِ قربانی کے مصارف کے حوالے سے پوچھا گیا، تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

مسجد یا لوجہ اللہ مسافر خانہ وغیرہ آرام مسلمانان کی عمارت بنانا جس میں اجر ہو اور حصول اجر ہی کی نیت ہو، بالجملہ ہر اس نیک کام میں جو شرعاً قربت (ثواب کی نیت) ہو، قربانی کی کھال، صرف کرنا ہرگز ممنوع نہیں۔(۱)

مزید علماءِ اسلام کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ قربانی کرنے والا، بعینہ کھال کو (یعنی اس کھال کو باقی رکھتے ہوئے) بھی اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے،(۲) البتہ اپنی ذات کے لئے اسے بیچ نہیں سکتا۔

---

(۱) (فتاویٰ رضویہ۔جلد20۔صفحہ474)

(۲) (جیسے، جائے نماز، کوٹ ٹوپی، مشکیزہ، یا دسترخوان یا موسم سرماء میں بیٹھنے کے سلسلے میں چادر چٹائی وغیرہ بنانا، الغرض، بعینہ اس کھال کو خود استعمال کر سکتے ہیں۔)

نوٹ:۔ یہ مسئلہ ضرور یاد رہے کہ مشاہدہ ہے کہ جب بھی جانور ذبح کیا جاتا ہے، تو اس کی رسی وغیرہ کو اکثر طور پر، باہر پھینک دیا جاتا ہے، چونکہ اسے بھی صدقہ کرنے کا حکم ہے، لہذا اس طرح بے دریغ ضیاع کے سبب، اس کی قیمت، صدقہ کی جانی چاہئے۔

واللہ اعلم ورسولہ اعلم بالصواب

قربانی کی کھال (یا چربی وغیرہ) بیچنا ۔۔یا۔بطورِ اجرت قصائی کو دینا کیسا ہے ؟۔۔

قربانی سے تقرب الی اللہ مقصود ہوتا ہے، اور جو چیز تقرب کے لئے مقرر ہو، اس کا تمول (یعنی مال بنانے) سے محفوظ ہونا بھی ضروری ہے، چنانچہ،

کھال بھی، جزءِ جانور ہوتا ہے، لہذا اسے بیچنا...یا... بطورِاجرت قصائی کو دینا، بالیقین، تمول (مال بنانا) ہے، جو بلاشبہ، حصولِ تقرب کی راہ میں رکاوٹ ہے، لہذا اس کی اجازت نہیں۔

البتہ اگر بیچنے سے مقصود، تقرب ہی ہو، مثلاً بیچ کر اس کی رقم، فقراء کو دینے کی نیت ہو، تو اب اجازت ہے، جیسا کہ

اسی بات کو امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ ذکر فرماتے ہیں کہ

اگر قربانی کی کھالوں کو دراہم کے بدلے فروخت کیا، تا کہ دراہم کو صدقہ کرے، تو یہ بھی جائز ہے، کیونکہ یہ صدقہ کی طرح قربت ہے، معلوم ہوا کہ عینِ تصدق لازم نہیں، بلکہ قربت ہونا درکار ہے، تصدق بھی اسی لئے مطلوب ہوا کہ قربت ہے، تو قربت کی جو بھی صورت ہو، سب کی گنجائش ہے، ہاں، تمول (مال بنانے) کی نیت سے اپنے صرف میں لانے کو اس کے دام کرنا جائز نہیں۔(۱)

☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد20۔صفحہ474,475

قربانی سے متعلق مستحبات

﴿1﴾... خوب فربہ، صحت مند خوبصورت، بڑے جانور کی قربانی مستحب ہے۔

﴿2﴾... اگر انسان از خود ذبح کرنے پر قادر ہو، تو خود ذبح کرے، کہ یہ مستحب ہے کیونکہ یہ عبادت ہے، لہذا خود کرنا بہتر ہے۔

﴿3﴾... اگر خود ذبح نہیں کر سکتا، تو کسی مسلمان کو وکالت دے، کہ وہ اس کی طرف سے ذبح کرے۔

﴿4﴾... اس کا قبلہ رو ہونا بھی مستحب ہے۔

﴿5﴾... بسم اللہ شریف کو دعا سے الگ کر کے پڑھا جائے، تاکہ اس کے ساتھ دعا مخلوط نہ ہو، لہذا دعا، بسم اللہ شریف سے پہلے.. یا.. بسم اللہ شریف کے بعد مانگے، عین بسم اللہ شریف کے وقت دعا مانگنا مکروہ ہے۔

﴿6﴾... سیاہ وسفید رنگت اور سینگھوں والا مینڈھا مستحب ہے۔

﴿7﴾... جانور میں معمولی سا بھی عیب نہ ہو، مستحب ہے۔

﴿8﴾... خصی جانور کی قربانی، افضل ہے۔

﴿9﴾... سب سے پہلے دن قربانی کرنا۔

﴿10﴾... دن کے وقت میں قربانی کرنا (کیونکہ رات میں مکروہِ تنزیہی ہے)

﴿11﴾... قربانی کرنے والے کا خود اپنی قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے۔

﴿12﴾... گوشت کے 3 حصے کرتے ہوئے ایک حصہ صدقہ کرنا، ایک حصہ رشتہ داروں ومہمانوں کی ضیافت کے لئے رکھنا، جبکہ ایک حصہ اپنے گھر کے لئے رکھنا مستحب

ہے۔البتہ

﴿13﴾... اگر یہ فی الوقت مالدار نہ ہو،تو اب افضل یہ ہے کہ سارا گوشت ،اپنے گھر والوں کے لئے رکھے۔کیونکہ دوسروں کی حاجت کے مقابل،اس کی اپنے اہل خانہ کی حاجت مقدم ہے۔

﴿14﴾... قربانی سے پہلے جانور کی دیکھ بھال، پالنا،وغیرہ بھی مستحب ہے۔

﴿15﴾... قربانی کرنے والے اور نہ کرنے والے،دونوں کا (یکم تا10 ذی الحجہ تک) بال و ناخن نہ کاٹنا، بلکہ روزِ عید کاٹنا بہتر ہے(بشرطیکہ کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔)

﴿16﴾... عید کے دن، غسل کرنا،حجامت بنوانا،مسواک کرنا،انگوٹھی پہننا،صدقہ دینا خوشبو لگانا،نمازِ فجر علاقے کی مسجد میں ادا کرنا۔نمازِ عید کے سلسلے میں جلدی اور جانا،آپس میں مبارکباد دینا۔نئے یا پرانے صاف کپڑے پہننا مستحب ہے۔

﴿17﴾...جب تک جانور ذبح نہ ہو،تب تک (ہر ایک کے لئے) کچھ نہ کھانا،اور ذبح ہونے کے بعد کلیجی یا گوشت سے کھانے کی ابتداء کرنا بھی مستحب ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ذکر کردہ امور،مستحبات میں شمار کیئے گئے ہیں،لہذا اگر ان پر عمل کیا جائے تو بہت اچھا ہے،کہ ثواب کا ترتب ہوگا،اور اگر نہیں کیئے،تو کوئی گناہ بھی نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

تکبیر تشریق

1... اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد.

2... جس مسجد میں، وقتِ مقررہ پر، کسی معین شدہ امام کی امامت میں باجماعت نماز کا اہتمام ہو، تو اب وہاں 9 ذی الحجۃ کی فجر سے 13 ذوالحجۃ کی عصر تک ، باجماعت نماز پڑھنے والے ہر نمازی پر ایک بار بلند آواز سے تشریق پڑھنا واجب، جبکہ 3 بار پڑھنا افضل ہے۔

3... صحیح ترین قول کے مطابق، منفرد (انفرادی طور پر نماز پڑھنے والے) پر، تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب نہیں، لیکن اگر پڑھ لے تو بہتر ہے۔

4... یہ تکبیرات، سلام پھیرنے کے فوراً بعد کہنا واجب ہے، چنانچہ اگر کوئی مسجد سے باہر نکل گیا.. یا.. اس نے جان بوجھ کر وضو توڑ دیا.. یا.. کلام کیا، اگرچہ بھول کر کیا، تو تکبیر ساقط ہوگئی (یعنی اب شرع کی جانب سے مطالبہ نہ رہا) البتہ! اگر بلا قصد وارادے کے وضو ٹوٹا ہو، تو کہ لینی چاہیئے۔

5.. اگر امام تکبیر تشریق پڑھنا بھول گیا، تو بھی مقتدی کے لئے پڑھنا واجب ہے۔

6... عورت، مسافر اور گاؤں والے پر یہ تکبیرات واجب نہیں۔ البتہ! اگر مسافر، کسی مقیم کی اقتداء میں نماز پڑھے، تو اب مسافر پر بھی پڑھنا واجب ہے۔

7... نفل، وتر، سنت و عید کے بعد پڑھنا واجب نہیں، البتہ! جمعہ کے بعد پڑھنا واجب ہے، نیز عید کے بعد بھی پڑھ لیں تو حرج نہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے بہارِ شریعت کا مطالعہ بیحد نفع بخش ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ الجلیل)

عقیقہ کے احکام

عقیقہ کی تعریف

اولاد کی نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کے حضور، بطورِ اظہارِ تشکر (بالشرائط) جانور ذبح کرنا" عقیقہ ہے۔(۱)

عقیقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

احناف کے نزدیک مباح و مستحب ہے۔ (بہارِشریعت۔حصہ 15۔صفحہ355)

عقیقہ سے متعلق، چند احادیثِ کریمہ

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی جانب سے ایک ایک مینڈھے سے عقیقہ فرمایا۔ (سنن ابوداؤد۔جلد3۔صفحہ107۔حدیث نمبر2841)

سیدۃ وطاہرۃ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو لڑکے کی طرف سے دو لڑکی کی جانب سے ایک بکری (سے عقیقہ کرنے کا) حکم فرمایا۔ (ترمذی شریف۔حدیث نمبر1513)

مزید، رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے، لہذا اس کی طرف سے خون بہاؤ، (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے اذیت دور کرو (یعنی اس کا سر منڈاؤ)۔

(ترمذی شریف۔جلد4۔صفحہ 97۔حدیث نمبر1515)

---

(۱) وَالْعَقِيقَةُ فِي الاصْطِلَاحِ مَا يُذَكَّى عَنِ الْمَوْلُودِ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى بِنِيَّةٍ وَشَرَائِطَ مَخْصُوصَة

(موسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ جلد30۔صفحہ276)

مزید حضرتِ اُمِّ کُرز رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں نے جنابِ رحمتِ دوعالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ (عقیقہ میں) لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری۔ (یعنی ذبح کی جائے) اس (بکری) کا، نر و مادہ ہونا تمہیں ضرر نہ دے گا۔ (سنن ابوداؤد۔ جلد 3۔ صفحہ 107۔ حدیث نمبر 2835)

ذکر کردہ، احادیثِ کریمہ سے ثابت، سرکارِ دوعالم ﷺ کے اقوال وافعالِ کریمہ، عقیقہ کی اہمیت پر واضح عکاسی کرتے ہیں، لہذا ضرور اس فعلِ مستحسن کو اختیار کیا جانا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆

عقیقہ کا حقیقی مقصد کیا ہے؟...

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں،

لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی۔ جلد 6۔ صفحہ 274۔ حدیث نمبر 6201)

اس حدیث کی شرح (مرقاۃ) میں ذکر ہے کہ

جس طرح کسی کے پاس گروی (یعنی رہن) رکھی شے سے کما حقہ فائدہ، اس شے کو چھڑوانے سے پہلے نہیں اٹھایا جاسکتا، اسی طرح...

جسے نعمت عطا کی گئی ہو، جب تک وہ اظہارِ تشکر (عقیقہ) نہ کرے، وہ نعمت پوری نہیں اترتی۔ (اور) اولاد کے ملنے پر اظہارِ تشکر کا انداز وہ ہی ہے، جو رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا ہے، (یعنی عقیقہ).. تاکہ عقیقہ کے ذریعے،

اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا ہو جائے اور بچے کی سلامتی کی دعا بھی۔ نیز رہن (گروی) سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ بچہ کی سلامتی اور نشو نما، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقہ پر جب ہی ممکن ہے کہ جب بچے کا عقیقہ کیا جائے۔ (۱)

☆☆☆☆☆☆☆

کیا ساتویں دن سے پہلے عقیقہ کیا جاسکتا ہے؟..

نہیں کر سکتے، کیونکہ احناف کے نزدیک، عقیقہ، ساتویں دن مشروع ہے، لہذا جس بچے نے ساتواں دن ہی نہ پایا، تو اس کے حق میں عقیقہ ثابت ہی نہ ہوا۔ (۲)

کیا مرحومین کا عقیقہ کیا جاسکتا ہے؟..

اس حوالے سے امامِ اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

عقیقہ، شکرِ نعمت ہے، (یعنی زندگی جیسی عظیم نعمت ملنے پر، اللہ تعالیٰ کے حضور شکر بجالانا ہے۔) اور اس نعمت (زندگی) کا زوال، اس کا محل نہیں،.. بلکہ... عقیقہ بعد موت کہیں ثابت (بھی) نہیں۔ (۳)

کیا ساتویں دین عقیقہ کرنا ضروری ہے؟..

بہتر ہے، لازم نہیں، لہذا... اگر ممکن ہو، تو ساتویں روز کیا جائے، ورنہ (ساتویں دن کے بعد) جب چاہے کر سکتے ہیں، تاہم اسی عدد کا لحاظ رکھ کر (یعنی ساتویں.. چودھویں.. یا.. اکیسویں دن) عقیقہ کریں تو بہتر ہے۔ اگر اس پر عمل نہ بھی ہو، تو حرج نہیں۔ (۴)

---

(۱) (مرقاۃ المفاتیح۔ جلد 7۔ صفحہ 2687) (۲) (موسوعۃ الفقہیۃ، بحوالہ طحطاوی علی الدر۔ جلد 4۔ صفحہ 168)

(۳) (ملخص از فتاویٰ رضویہ۔ جلد 20 صفحہ 125) (۴) (عمدۃ القاری۔ جلد 21۔ صفحہ 88)

کیا لڑکے کے عقیقہ میں 2بکرے ، اور لڑکی میں 1 بکری ضروری ہے ؟ ...

لازم نہیں، بہتر ہے۔ ورنہ اس کا برعکس بھی جائز ہے،یعنی اگر لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریاں (یا ایک بکری) کی.. یا.. لڑکی کے عقیقہ میں بکرا کیا،تو بھی حرج نہیں۔(۱)

عقیقہ کے جانور کی کیا شرائط ہیں ؟..

اس کی بھی وہی شرائط ہیں، جو قربانی کے جانور کی شرائط ہیں، مثلاً: جانور کے اعضاء سلامت ہوں، (جانور بے عیب ہوں)

بکرا بکری ایک سال سے کم ہوئے ،تو یہ جائز نہیں، بھیڑ،مینڈھا چھ مہینہ کا بھی ہوسکتا ہے جبکہ اتنا تازہ وفربہ ہو کہ سال بھر والوں میں ملادیں تو دور سے متمیز نہ ہو۔

اسی طرح اس کے گوشت کو قربانی کی مثل 3 حصے کرنا مستحب ہے، یعنی ایک حصہ اپنا.. ایک عزیز واقارب کا... اور ایک مساکین کا۔

چاہے تو سب رکھ لیں.. یا سب بانٹ دیں، (وغیرہ) اسی طرح پکا کر کھلانا، کچا تقسیم کرنے سے افضل ہے۔(۲)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ عقیقہ کے احکام،قربانی کے احکام ہی کی مثل ہیں۔

اگر استطاعت کے باوجود، عقیقہ نہ کیا تو ؟ ....

اس حوالے سے سخت مذمت وارد ہے، جیسا کہ ماقبل یہ حدیث گزری، جس کے مطابق نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں،

لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی۔ جلد6۔ صفحہ 274)

---

(۱) (بہارِ شریعت۔ حصہ 15۔ صفحہ 357) (۲) (ملخص از فتاویٰ رضویہ۔ جلد20۔ صفحہ123)

اس حدیث کی شرح (مرقاۃ) میں ذکر ہے کہ

جب بچے کی طرف سے عقیقہ نہ کیا اور وہ (بچہ) مرگیا، تو وہ اپنے والدین کی شفاعت نہ کرے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح۔جلد 7۔صفحہ 2688)

مزید اس حوالے سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

(بچہ) سات دن بعد مرا اور استطاعت تھی، تو اس کی شفاعت کا استحقاق نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ۔جلد20۔صفحہ125)

معلوم ہوا کہ استطاعت کے باوجود، عقیقہ نہ کرنا، شفاعت سے محرومی کا سبب قرار دیا گیا ہے، لہذا اصحابِ ثروت کو اس حوالے سے ضرور غور وفکر کرنا چاہئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

عقیقہ کا جانور کون ذبح کرے؟

اگر باپ حاضر اور ذبح پر قادر ہو تو اسی کا ذبح کرنا بہتر ہے کہ یہ شکر نعمت ہے۔ جس پر نعمت ہوئی وہی اپنے ہاتھ سے شکر ادا کرے، وہ نہ ہو۔۔یا۔۔ذبح نہ کرسکے تو دوسرے کو قائم کرے۔۔یا۔۔کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ۔جلد20۔صفحہ123)

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

والصلاة والسلام على أشرف المرسلين

سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

الاقبال پبلشر کی عنقریب شائع ہونے والی کتاب

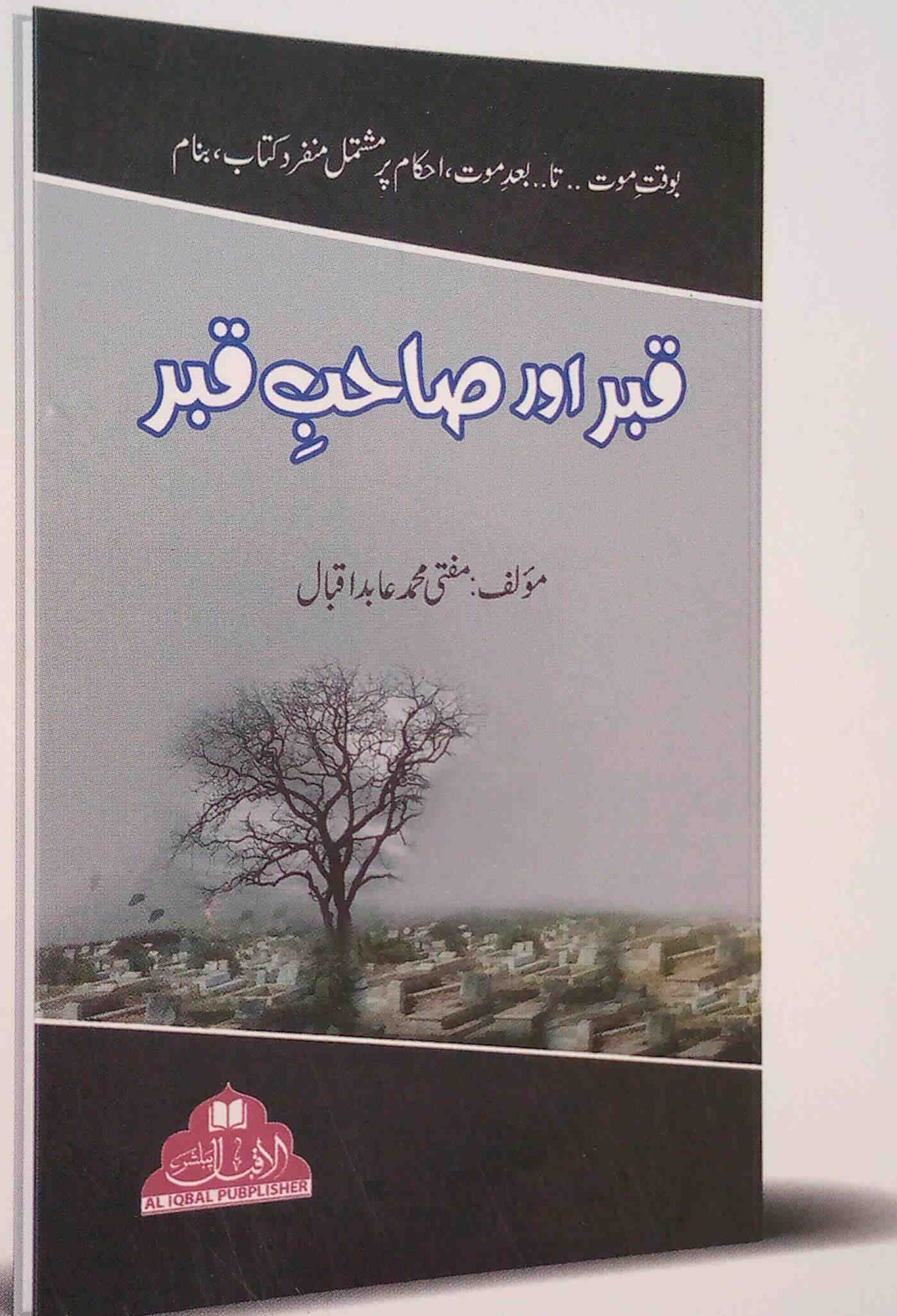

ناشر

الاقبال پبلشر

AL IQBAL PUBPLISHER

Cell: 0345-3453455